ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

پنجاب کے گورنر اور مرکزی وزیر کی حیثیت سے سردار عبدالرّب نشتر کا کردار

Role of Nishtar as governor Punjab and federal minister

Sumera Younus:
PhD Candidate, Department of Pakistan Studies
University of Karachi

Abstract:

In the research paper, Nishtar's personality as Federal Minister of Communications, Governor of Punjab and Federal Minister of Industry has been evaluated and the policies introduced by him and their results have been investigated. Although he was the Minister of Communications, Nishtar had made additional practical efforts to frame the constitution in the assembly and to develop Pakistan's diplomatic relations with Afghanistan. As a result of Nishtar's diplomatic efforts, Afghanistan withdrew its claim to Pakistan's territories. Also, as the Governor of Punjab, he took practical steps for the development of Urdu language and arranged for the translation of official terms into Urdu. Also, a practical effort was made to end the ongoing conflict between the two factions of the Muslim League in Punjab. Constructed roads, bridges and other institutions. As the Minister of Industry, he established several institutions including the Small Scale and Cottage Industries Development Corporation and Scientific and Industrial Research Council, Arranged for Pakistani students to be sent abroad for training to help in industrial development. Also, the survey of different parts of the country was conducted by the best experts of the world. That is, all the necessary measures for the discovery and development of mineral deposits were implemented so that industrial development could be possible.

Key words: Governor Punjab, Communication Minister, Industrial Minister, Muslim League, Mamdot, Francis, Mudie, Constitution, Industrial Policy, Urdu Official Language, Cabinet

ابتدائیہ

عبدالرّب نشتر قیام پاکستان کے بعد کئی حکومتی عہدوں پر فائض رہے۔ موجودہ مقالہ میں ان کا کردار بحیثیت مرکزی وزیر مواصلات، گورنر پنجاب اور بطور مرکزی وزیر صنعت تحقیق کا اصل موضوع ہوگا۔

قیام پاکستان کے ابتدائی ایام میں حالات سیاسی و معاشی طور پر کچھ اس نوعیت کے تھے کہ ہر شعبہ کو ابتدائی سطح سے ہی بہتر بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ نشتر تحریک پاکستان کے سر گرم رکن رہے تھے۔ مگر اس مقالے میں قیام پاکستان کے بعد اُن کے سیاسی کردار کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ اس

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سلسلے میں گفتگواُن کی حکومتی مصروفیات تک محدود رکھی گئی ہے۔اور اس میں مسلم لیگ کی صدارت کے اُن کے دور پر بھی گفتگو نہیں کی گئی ہے جس کے لیے علیحدہ مضامین کی ضرورت ہے۔ حکومتی مناصب پر رہ کر اُنہوں نے ملک کے استحکام کے لیے جو کاوش کیں اُن کا یہاں جائزہ لیا گیا ہے اور یہ بھی دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ کاوشیں کس حد تک بار آور ثابت ہوئیں۔

نئی مملکت میں ذرائع مواصلات کو چند سنجیدہ مسائل درپیش تھے جس میں ایندھن کی کمی، کوئلے کی کمی وغیرہ شامل تھے۔ نشتر بحیثیت وزیر مواصلات ان مسائل کے حل میں کس حد تک کامیاب ہوئے، اس جانب تحقیق کر کے ان کے کردار کا جائزہ اس مقالے میں لیا جائے گا۔

مقالے میں نشتر کی افغانستان کے ساتھ پاکستان کے بہتر تعلقات کی غرض سے کی گئی سفارتی کوششوں کا جائزہ بھی لیا جائے گا۔ نشتر ملک میں دستور سازی سے متعلق مراحل میں شامل رہے، نیز قرار داد مقاصد کی منظوری میں ان کا اہم کردار رہا۔ لہٰذا یہ دیکھا جائے گا کہ نشتر کا دستور سازی کے مراحل میں کردار کس نوعیت کا تھا۔ نیز وہ بنیادی حقوق سے متعلق کمیٹی میں اقلیتوں کی جانب جو مخصوص سوچ رکھتے تھے، اس سوچ کے نتیجے میں دی گئی بنیادی حقوق کی کمیٹی کی رپورٹ سے اقلیتیں کس حد تک مطمئن ہو سکیں اس جانب تحقیق کو اس مقالے میں کرنے کی سعی کی جائے گی نیز یہ بھی تحقیق کی جائے گی کہ نشتر اردو زبان کو دفتری زبان بنانے کی کیا عملی کاوشیں کر رہے تھے اور ان کاوشوں کے کیا اثرات مرتب ہوئے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم کیا جائے گا کہ ان کے عہدِ حکومت میں علاقائی قومیت (Regional Nationalism) کو کم کرنے کے لیے کیا اقدامات عمل میں لائے گئے تھے۔ اس حوالے سے نشتر کا جو نقطہ نظر تھا وہ ان کی تقاریر سے ثابت کیا جائے گا۔ اور یہ بھی جاننے کی کاوش کی جائے گی کہ گورنر پنجاب بننے کے بعد نشتر مسلم لیگ کے دو دھڑوں میں جاری چپقلش کو کم کرنے میں کتنے معاون ثابت ہوئے۔ نشتر نے 1951ء کے پنجاب کی سطح پر صوبائی انتخابات کے انعقاد کو ممکن بنایا۔ اِس جانب نشتر کے کردار کا جائزہ لے کر تحقیق کی جائے گی کہ انتخابات کو شفاف بنانے میں وہ کامیاب ہو گئے تھے کہ نہیں۔ علاوہ ازیں مرکز کی صوبے میں مداخلت کو روکنے میں کس قدر کامیابی میسر آ سکی۔ اس پس منظر میں ضلعی افسران اور پریس کے کردار کو سیاست میں کم کرنے کے بعد جو عملی اقدامات کئے تھے ان کے اثرات کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ اس مقالے میں نشتر کے قائم کردہ اینٹی کرپشن محکمے، پبلک سیفٹی آرڈیننس نیز شراب نوشی پر پابندی سے حاصل ہونے والے نتائج کو تحقیق کا حصہ بنایا جائے گا۔

مقالے میں یہ بھی معلوم کرنے کی سعی کی جائے گی کہ نشتر کو لیاقت علی خان نائب وزیر اعظم بنانے کا اعلان کر چکے تھے تو پھر انہیں یہ منصب نہ دینے کی کیا وجہ تھی اور یہ کہ کیا نشتر کو یہ حیثیت دینے سے تبدیلی کی توقع کی جا سکتی تھی؟

نشتر نے مرکزی وزیر کی حیثیت سے مختلف اداروں کو قائم کیا۔ موجودہ مقالے میں یہ دیکھنے کی کوشش کی جائے گی کہ یہ ادارے ملک میں صنعتی ترقی میں کتنے معاون ثابت ہوئے۔ مزید یہ کہ مرکز کے ہاتھ میں اختیارات زیادہ آ جانے سے کیا صورت حال درپیش رہی۔ علاوہ ازیں بیرونی سرمایہ کاری کے ملک پر اثرات اور پرائیوٹ سیکٹر کو اہمیت دینے سے متعلق نشتر کی پالیسی کا جائزہ بھی لیا جائے گا۔

سردار عبدالرّب نشتر تحریک پاکستان کے صف اوّل کے رہنماؤں میں سے ایک تھے۔ قائدِ اعظم سے ان کی قریبی رفاقت تھی۔ اس بناء پر انہیں قائدِ اعظم کا دستِ راست بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ انہیں سردارِ ملت کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ نشتر قیام پاکستان سے قبل اور بعد از قیام پاکستان کئی اہم سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ نشتر کا تعلق پٹھانوں کے کاکڑ قبیلے سے تھا۔[1] وہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

افغانستان سے ہجرت کر کے پشاور میں آباد ہو گئے تھے۔2 والد ٹھیکیدار تھے۔3 نشتر پیشے کے حوالے سے وکیل تھے انہوں نے پشاور سے وکالت کا آغاز کیا تھا وہ ایک شاعر بھی تھے۔ فارسی اور پشتو میں شاعری کرنا ان کا مشغلہ تھا۔4 یعنی کہ نشتر بیک وقت وکیل، سیاست داں، شاعر اور ادیب تھے۔

خاندانی پس منظر کے حوالے سے ایک دیندار گھرانے سے تعلق تھا۔ نماز کی پابندی کرتے تھے۔ انہیں حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی۔ نشتر کے مذہبی پس منظر کا اندازہ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ جب ان کی دادی کو خواب میں ایک بزرگ کی بشارت ہوئی کہ اپنے پوتے کا نام عبدالرّب رکھنا تو انہوں نے اس خواب کو اہم سمجھتے ہوئے عبدالرّب ہی نام رکھا۔5

سیاست میں نشتر کی ابتداء بطور طالب علم اُس وقت ہوئی جب انہوں نے تحریک خلافت کی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ اس کے علاوہ وہ کانگریس کے پلیٹ فارم سے بھی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔ وہ 1930ء کی سول نافرمانی کی تحریک میں شامل تھے۔ جب جناح نے 1936ء میں مسلم لیگ کو منظّم کرنے کا مصمّم ارادہ کیا تو سرحد میں بھی مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب نشتر بھی مسلم لیگ کا حصہ بنے۔ وہ 1936ء میں مسلم لیگ کونسل کے رکن بن گئے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ وزیرِ مواصلات اور وزیر صنعت کے علاوہ گورنر پنجاب کے عہدوں پر فائز رہے۔

نشتر پاکستان کی پہلی کابینہ میں بحیثیت وزیر مواصلات شامل تھے۔ قیام پاکستان کے ابتدائی سالوں میں جہاں مہاجرین کی آبادکاری سمیت دیگر مسائل درپیش تھے وہیں مواصلات سے متعلق محکمہ بھی توجہ چاہتا تھا۔ جناح سمیت تمام کابینہ کی اولین ترجیح مہاجرین کی آبادکاری تھی جس سے صرف نظر کا مطلب پاکستان کے قیام کے جواز کا باقی نہ رہنا ہوتا۔ لہٰذا نشتر بھی اپنی توجہ بنیادی مسائل پر مرکوز کئے ہوئے تھے لیکن مہاجرین کی آبادکاری کے مسائل کو حل کرنے کے عمل میں شمولیت کے ساتھ ساتھ، نشتر خود اپنی وزارت کے معاملات پر بھی توجہ مرکوز کیے ہوئے تھے سب سے بڑا مسئلہ جو اس سلسلے میں درپیش تھا، وہ وزارت کے موضوعات اور ریونیو کے حصول کو یقینی بنانا تھا۔ ایک بڑی تعداد میں لوگ ٹرین میں مفت سفر کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ نشتر کو مواصلاتی اداروں کے خسارے سے متعلق سخت رویہ اختیار کرنا پڑا وہ مسلسل تنبیہ کرتے رہے کہ بغیر ٹکٹ سفر کرنے سے ریلوے کے ریونیو میں کروڑوں کے نقصان کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک موقع پر لوگوں سے اور محکّمے کے ذمہ داروں سے اپیل کرتے ہوئے نشتر نے کہا:

"We want to make it clear to all that whoever henceforward travels without ticket or encourages or connives at such travel will be looked upon as an enemy of the state and treated as such".6

ترجمہ:

"ہم یہ بات واضح طور پر بتادینا چاہتے ہیں کہ جو کوئی بھی بغیر ٹکٹ کے سفر کرے گا یا پھر اس بات کی حمایت کرے گا تو اسے ریاست کا دشمن سمجھا جائے گا۔ اس مناسبت سے اس سے سلوک روا رکھا جائے گا۔"

مندرجہ بالا بیان سے نشتر کا اپنے ادارے سے خلوص کا اظہار ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیام پاکستان کے ابتدائی ایام میں ہی وہ بغیر ٹکٹ سواری کے کلچر کو ختم کرنے کے خواہش مند تھے اور جانتے تھے کہ یہ اقدام اگر روایت کا حصہ بن گیا تو ریاستی اصولوں کو توڑنا سب سے آسان کام تصور کیا جائے گا یعنی اصولوں کی پاسداری کا تقدس ختم ہو جائے گا جو یقینی طور پر بہت ہی خرابیوں کا منبع بن جاتا ہے۔ نشتر نے وزیر مواصلات کی حیثیت سے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ریلوے کے نظام میں کچھ تبدیلیاں بھی کیں جن میں ایک یہ تھی کہ فرسٹ کلاس کو ختم کر دیا گیا اور سیکنڈ کلاس میں بہتری کر کے اسے فرسٹ کلاس کر دیا گیا نیز تھرڈ کلاس میں بھی بہتری پیدا کی گئی۔7

نشتر نے بحیثیت وزیر مواصلات چٹاگانگ میں وائرلیس کا نیا نظام نصب کروایا۔ پاکستان میں کوئی ورکشاپ نہ تھی بلکہ ہندوستان میں رہ گئی تھیں۔ ہندوستان کی جانب سے اسٹور نہ دیئے گئے تھے لہٰذا مغل پورہ میں ایک ورکشاپ قائم کی گئی اور بیرونی ممالک کے تعاون سے کراچی میں کام شروع ہوا۔8

نشتر نے ان مسائل پر قابو پانے کی کوشش کی جو پاکستان کو درپیش تھے جن میں ایک سرفہرست مسئلہ ہندوستان کی جانب سے ایندھن کی فراہمی سے انکار شامل تھا جو اس قدر نقصان کا باعث تھا کہ جہاں تین کروڑ لاگت آتی تھی وہیں پر پاکستان کو پانچ کروڑ چالیس لاکھ خرچ کرنے کی ضروری ہو جاتے تھے کیونکہ ایندھن کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کوئلے کو امریکہ اور برطانیہ سے درآمد کرنا ضروری ہوا جس سے خرچ بھی خزانے پر بوجھ بن جاتا تھا نتیجتاً ریلوے اور ذرائع مواصلات کو یہ سب برداشت کرنا ہوتا ہے۔9 ایک اور اہم مسئلہ ذرائع مواصلات سے منسلک اسٹاف کی تعداد کا ضرورت سے زیادہ ہونا تھا جس کی وجہ برطانوی ہند میں دوران جنگ ذرائع مواصلات میں کی گئی اضافی بھرتیاں تھیں لیکن امن کے اوقات میں ملازمین کی اضافی تعداد تنخواہوں کی صورت میں قومی خزانے پر بوجھ ثابت ہو رہی تھی۔ لہٰذا رفتہ رفتہ ان مسائل پر قابو پانے میں نشتر کی وزارت مددگار ثابت ہوئی۔10

اگرچہ کوئلے کی کمی کے سبب کئی اہم ریل گاڑیاں بند کر دی گئیں، اس طرح ریلوے کی آمدنی میں بظاہر کمی دکھائی دی لیکن اس کے باوجود محکمے کی سطح پر بہتری رہی جس کا اظہار کرتے ہوئے نشتر نے اسمبلی میں تقریر کے دوران کہا:

"I would submit that inspite of all these difficulties, our overall expenditure on railways is coming down every year and income is increasing". 11

ترجمہ:

"میں یہ بات بتاتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ تمام تر مشکلات کے باوجود ہمارے ریلوے سے متعلق اخراجات میں ہر سال کمی اور آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔"

قیام پاکستان کے بعد نشتر کی وزارت مواصلات کے دوران انتہائی کم وقت میں کراچی سے لاہور کے درمیان نئے ٹیلی فون سرکٹ کا اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ مشرقی و مغربی پاکستان میں نئی ٹرنک ایکسچینجز (Trunck exchanges) قائم کی گئیں، ٹیلی گراف کیریئر سرکٹس (Telegraph carrier circuits) میں اضافہ ہوا، ان کی تعداد 1949ء میں 6 تھی۔ اب یہ 18 ہو گئے۔ نیز لاہور اور روہڑی کے درمیان نئے ٹیلیفون چینل قائم کئے گئے۔12

نشتر نے چٹاگانگ رپورٹ 1914ء میں ترمیم کا بل اسمبلی میں پیش کیا جسے بعد ازاں منظور کر لیا گیا۔ دراصل مشرقی پاکستان ریلوے کا جنرل مینیجر پورٹ ٹرسٹ کا چیئرمین ہوتا تھا لہٰذا اس کی ریلوے کے علاوہ ایک اضافی ذمہ داری پورٹ سے متعلق تھی۔ نشتر نے ایکٹ میں یہ تبدیلی اسمبلی سے کروائی کہ پورٹ ٹرسٹ کا ایک کل وقتی چیئرمین مقرر ہو تا کہ پورٹ کی ترقی کے لئے کام کرنا آسان ہو۔ 13

مسٹر منڈل (وزیر قانون) کی بیماری کے پیش نظر نشتر کو وزیر قانون کی اضافی ذمہ داری سونپی گئی۔ یہ فیصلہ وزیر اعظم لیاقت علی خان نے کابینہ کے اجلاس میں کیا تھا۔ 14

سرکاری افسران اور سرکاری دستاویزات کی ہندوستان سے پاکستان منتقلی کا کام اور اس سلسلے میں سفری انتظامات کرنا بھی اہم ذمہ داری تھی اور اس سلسلے میں جب جوائنٹ ڈیفنس کونسل کے اجلاس ہوتے تھے تو ان اجلاسوں میں نشتر بھی شامل رہتے تھے۔ سرکاری افسران کے سفری انتظامات کے لئے امریکہ سے BOAC طیارے کا انتظام کیا اور ہندوستان کو قائل کیا کہ وہ ان افسران کو سیکورٹی دے۔ 15

وزیر مواصلات ہوتے ہوئے ایک اضافی ذمہ داری نشتر کی مہاجرین کی آبادکاری سے متعلق بھی تھی لہٰذا مہاجرین کی ہجرت سے متعلق مسائل کے حل کے حوالے سے ہندوستان کی توجہ کو مبذول کروانے کے لئے نشتر نے سردار پٹیل سے ملاقات کر کے دہلی میں مقیم مسلمانوں کے تحفظ کا مطالبہ کیا تھا اور کہا کہ ہمارے ہائی کمشنر کو بھی تحفظ فراہم کیا جائے نیز دفاتر سے دستاویزات کی منتقلی کو آسان بنایا جائے۔ نشتر نے زور دے کر کہا کہ مسلمانوں کو اپنے تحفظ کے مقصد سے ہتھیار لے کر چلنے کی اجازت دی جائے جبکہ سکھوں کو کرپان یا کوئی اور ہتھیار رکھنے کی ممانعت کی جائے۔ پٹیل نے کہا کہ سکھوں کو ایک آرڈیننس کے ذریعے قانونی حق مل چکا ہے کہ وہ ہتھیار لے کر چل سکتے ہیں یعنی اپنے ساتھ کرپان رکھ سکتے ہیں جبکہ وہ مسلمانوں کو یہ حق دینے کو تیار نہیں تھے نیز جب نشتر نے ریاستوں میں مسلمانوں کے تحفظ سے متعلق تشویش ظاہر کی تو اسے پٹیل نے ریاستوں کا اندرونی معاملہ قرار دیا۔ 16 یہ نشتر کی مذاکراتی کوششوں کا ہی نتیجہ تھا کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے لارڈ اسمے (Lord Ismay) کو کراچی بھیجنے پر آمادگی ظاہر کی تا کہ مہاجرین سے متعلق معاملات کو زیر غور لایا جائے اور بذریعہ ریل گاڑی سفر کرنے والے مہاجرین کو تحفظ دینے کی حکمت عملی تیار کی جاسکے۔

نہرو نے مہر چند کھنہ کو پشاور میں ڈپٹی ہائی کمیشنر بنا کر بھیجنے کی تجویز دی تھی جس سے نشتر نے اتفاق نہ کیا کیونکہ وہ مہر چند کھنہ کو اس عہدے کے لئے مناسب نہ سمجھتے تھے۔ 17

اگرچہ نشتر وزیر مواصلات تھے لیکن وہ ایک پشتو خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور افغان سفیر نجیب اللہ کا بھی خاندانی پس منظر یہی تھا اس لیے وہ نجیب اللہ سے مل کر پاکستان سے متعلق افغانستان کی غلط فہمیوں کو ختم کرنے میں بھی کردار ادا کر رہے تھے اس طرح نشتر کی سفارتی کوششوں میں افغانستان سے تعلقات استوار کروانا بھی تھا کیوں کہ افغانستان کے تعلقات پاکستان کے ساتھ ابتداء سے ہی بہتر نہ تھے۔ افغانستان پاکستان کے قیام کو تسلیم نہیں کر رہا تھا اور اقوام متحدہ میں پاکستان کی رکنیت کی کوششوں میں رکاوٹ ڈال رہا تھا۔ نشتر نے سردار نجیب اللہ (افغان سفیر) کی جانب سے ملاقات کا پیغام موصول ہونے کے بعد ان سے اپنی رہائش گاہ (کراچی) پر ملاقات کی۔ سردار نجیب اللہ نے پاکستان سے تعلقات کی بحالی کے لئے چند تجاویز پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

1۔ وہ تمام علاقے جہاں پٹھان آباد ہیں انہیں صوبے کا درجہ دے دیا جائے یعنی بلوچستان کو بھی صوبہ سرحد میں ضم کر دیا جائے اور صوبے کا نام اس طرح تجویز کیا جائے کہ صوبے کی پہچان افغان صوبے کی طرز پر ہو۔ یعنی یہ تاثر آئے کہ یہ افغانیوں کا صوبہ ہے۔

2۔ اس نئے تشکیل کئے جانے ولاے صوبے کو بااختیار ہونا چاہئے۔

3۔ نجیب اللہ نے کہا کہ اگر یہ تمام باتیں دونوں ممالک کے درمیان تحریری صورت میں طے ہو جائیں تو ہم ڈیورنڈ لائن کو تسلیم کر لیں گے۔ نشتر نے نجیب اللہ کے اس رویے کو کانگریسی رویے سے مماثل قرار دیا اور کہا کہ افغانستان افغانیوں کا ملک ہے تو میں بھی افغانی اور صوبہ سرحد کا ہی رہائشی ہوں اور افغانستان کی خوشحالی کا متمنی ہوں لیکن آپ کے بیان کردہ مطالبات پاکستان کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔18

4۔ صوبہ سرحد پر افغانستان کے دعویٰ کو مسترد کرتے ہوئے نشتر نے کہا کہ کبھی بھی صوبہ سرحد افغانستان کا حصہ نہ تھا البتہ افغانستان کے ایک بڑے حصے کو برطانوی ہند میں شامل کیا گیا تھا۔ بلوچستان کو صوبہ سرحد میں ضم نہ کرنے کی وجہ نشتر نے انتظامی مشکلات قرار دیں۔ صوبے کے نام کی تبدیلی سے متعلق نشتر نے کہا کہ یہ فیصلہ اسمبلی میں ہی کیا جا سکتا ہے اور افغانستان میں بھی صوبوں کے نام جغرافیائی پوزیشن ہی کی مناسبت سے رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً سمت مشرق، سمت شمالی، سمت جنوبی وغیرہ لہٰذا اس جانب اعتراض غلط ہے۔ نشتر نے سردار نجیب اللہ کو کہا کہ صوبہ سرحد دوسرے صوبوں کی مانند ہی اختیارات رکھے گا اور یقین دلایا کہ پاکستان میں افغانیوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں روا رکھے گا۔ قبائلی علاقہ جات جو اپنی منشاء سے پاکستان میں شامل ہوئے ہیں اگر یہ اسمبلی میں نمائندگی کے خواہش مند ہوں گے تو ہم ان کو نمائندگی دیں گے۔

نشتر نے مزید صوبوں کی حدوں میں تبدیلی سے متعلق وضاحت کی کہ یہ فیصلہ اسمبلی میں ہو سکتا ہے اور اسمبلی میں بھی اس لئے قابل قبول نہیں ہو گا کہ کسی بھی صوبے کی اکثریت یہ نہیں چاہے گی کہ اسے دوسرے صوبے میں ضم کیا جائے۔

نشتر کی اس تمام وضاحت کے بعد سردار نجیب اللہ نے یہ تسلیم کیا کہ اسے اپنے مطالبات ترک کر دینے چاہئے۔19 اس طرح نشتر کی کوششوں سے افغانستان کی غلط فہمیاں ختم ہو گئیں اور دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات کی ابتداء ہوئی۔

ملک میں دستور سازی اور نشتر کا کردار

قیام پاکستان کے بعد دستور سازی ملک کو درپیش دیگر مسائل میں ایک بڑا مسئلہ تھا اور قیام پاکستان کے بعد نو سال اس تگ و دو میں گزر گئے۔ اس تمام دورانیے میں جب کہ قرارداد مقاصد منظور ہوئی، بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا قیام اور کمیٹی کی رپورٹ کی تیاری، ان تمام مراحل میں نشتر شامل ہی نہ رہے بلکہ وہ دستور سازی کے حوالے سے کچھ مخصوص خیالات بھی رکھتے تھے۔

پاکستان میں ایک اہم تنازعہ زبان کا تھا۔ مشرقی پاکستان میں اردو کو قومی زبان بنانے کی مخالفت ابتداء سے ہی تھی۔ طالب علموں کی جانب سے اس حوالے سے ایک بڑا احتجاج ہوا تھا جس میں شیخ مجیب الرحمٰن نے بطور طالب علم حصہ لیا تھا۔ جناح نے اس دوران مشرقی بنگال کا دورہ کیا تھا اور ڈھاکہ کے پلٹن میدان میں ایک تقریر کی تھی جس میں بنگلہ کی صوبائی زبان کے حوالے سے اہمیت کو تسلیم کیا تھا لیکن اردو کو بطور قومی زبان اختیار کرنے سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ ان کی اس تقریر کے نتیجے میں اگرچہ کشیدگی کم نہ ہوئی لیکن جناح یہ سمجھے کہ شاید معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ جیسا کہ لارنس زائرنگ لکھتے ہیں:

"جناح کے اس خطاب کے مضر اثرات یہ ہوئے کہ بنگال میں مسلم لیگ کے خاتمے کا آغاز ہو گیا نیز پاکستان کے وزیر صنعت اور پاکستان شیڈول کاسٹ ہندؤوں کے لیڈر جوگندر ناتھ منڈل پاکستان چھوڑ کر بھارت چلے گئے جو اس بات کو واضح اشارہ تھا کہ بنگال میں زبان کا تنازع آسانی کے ساتھ حل نہ ہو گا۔"20

اس کے علاوہ خواجہ ناظم الدین جب وزیر اعظم تھے تو بھی ایک بڑی تحریک زبان کے تنازعے کے سبب اٹھی جو ناظم الدین کے دورہ مشرقی پاکستان کے دوران 27 جنوری 1952ء کو کیا گیا خطاب وجہ بنا تھا۔ ناظم الدین نے اپنے خطاب میں جناح کی تقریر کا حوالہ دیا تھا اور اردو کو قومی زبان بنانے کی بات کی تھی تو اس طرح انہوں نے مشرقی بنگال میں اپنا اعتماد کھو دیا۔ اگرچہ بعد میں وضاحت کی کہ وہ حکومتی پالیسی کا ذکر کر رہے تھے اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کر رہے تھے لیکن ایک زبردست تحریک شروع ہوئی، ڈھاکہ میں ہڑتال ہوئی۔ اس تحریک نے ناظم الدین کی حکومت کے خاتمے میں دیگر عوامل کے ساتھ مل کر اہم کردار ادا کیا۔21

اس جانب نشتر کی سوچ اور فکر کا جائزہ لیا جائے تو نشتر اردو کو محض قومی زبان قرار دینے کے ہی حامی نہ تھے بلکہ وہ اردو کو دفتری زبان کا درجہ دلانے کے بھی نہ صرف خواہشمند تھے بلکہ عملی جدوجہد کرتے رہے۔

نشتر جب وزیر مواصلات تھے تو انہوں نے پوسٹ اور ٹیلی گراف(Post & telegraph) کے نظام میں دفتری کاروائی کے لئے اردو کو متعارف کرایا۔ ریلوے کے اوقات کار، سفری ٹکٹ اور پوسٹل اسٹیمپ اردو میں شائع ہوتی تھی۔22

نشتر اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کے خواہش مند تھے۔ وہ اردو یونیورسٹی کے وجود کو ضروری سمجھتے تھے تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے سے اردو کا معیار برقرار رکھا جاسکتا ہے۔23

نشتر نے گورنر پنجاب کی حیثیت سے صوبائی بجٹ بھی اردو میں پیش کیا تاکہ اردو کی اہمیت کو دفتری زبان کے طور پر تسلیم کیا جائے۔24 عملی طور پر اس حوالے سے دو ادارے قائم کئے۔ ایک سرکاری زبان کی کمیٹی کا قیام جس کا مقصد اصلاحات کا اردو تراجم کر کے مختلف دفاتر میں بھیجنا تھا تاکہ وہ اشخاص جو اردو تراجم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کے لئے آسانی ہو اور اس لئے بھی کہ الگ الگ تراجم ہونے سے اصطلاحاتی انتشار پھیلنے کا خدشہ ختم ہو جائے گا۔ پنجاب میں دوسرا ادارہ ترجمہ بورڈ قائم کیا جو کہ عملی کتابوں کے تراجم کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ نشتر چاہتے تھے کہ یہ کام تمام صوبے اور مرکز کی سطح پر ہو۔ وہ مصنفین کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنے پر زور دیا کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ تحریر و طباعت میں آسانی ہو، مختصر نویسی، ٹائپ چھپائی وغیرہ کے انتظامات کرنا آسان ہو۔ اردو کو عام کرنے کی باتیں محض تقریر اور جلوسوں تک محدود نہ تھیں بلکہ عملی اقدامات بھی کئے۔25

نشتر نے اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کے لئے سات یا آٹھ اراکین پر مشتمل کمیشن تشکیل دیا لیکن اس کمیشن کے اراکین نے زیادہ تعداد میں اردو سے بغض کا مظاہرہ کیا اور اردو سے محبت کرنے والے اقلیت میں رہ گئے۔26

نشتر صوبائی زبانوں کے فروغ کے قائل ضرور تھے لیکن یہ نہیں چاہتے تھے کہ صوبائی زبانیں قومی زبان سے ٹکرائیں کیوں کہ قوم کا اتحاد قومی زبان سے ہی وابستہ ہوتا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تک اردو کو قومی زبان نہ بنایا گیا تو اس وقت تک انگریزی مسلط رہے گی۔

نشتر نے اردو کانفرنس کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"جغرافیائی نقطہ نظر سے مشرقی اور مغربی پاکستان میں بارہ سو میل سے زیادہ کا فرق ہے۔ایسی حالت میں ہمارا باہمی اتحاد واتفاق اور ہماری قومی وحدت اس امر پر منحصر ہے کہ ملک میں فکری ولسانی وحدت ہو۔اگر ہمارے مذہب کا اشتراک، زبان کا اشتراک اور فکر کا اشتراک قائم رہے تو ملک کی وحدت قائم رہے گی"۔27ے

دستور کے حوالے سے جہاں زبان کا مسئلہ اہم تھا وہیں یہ تعین کرنا بھی اہم تھا کہ آئین میں اسلام کا کیا کردار ہو۔دستور سازی میں پہلی پیش رفت قرارداد مقاصد تھی جس کی تیاری سے منظوری تک کے تمام مراحل میں نشتر پیش پیش تھے۔وہ دستور میں اسلام کے زیادہ سے زیادہ کردار کے حامی رہے۔قرارداد مقاصد کی منظوری کے وقت انہوں نے اسمبلی میں طویل تقریر کی جس کے بعد یہ طے ہوا کہ صدر مملکت کو مسلمان ہونا چاہیئے۔

پاکستان نیشنل کانگریس نے قرارداد پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

It mixed politics with religion and that it would reduce the minority communities to the status of serfs. 28ے

"قرارداد میں سیاست اور مذہب کو آمیز کر دیا گیا ہے اور اقلیتوں کو غلامی میں دھکیل دیا ہے"۔

جبکہ میاں افتخار الدین کی مخالفت کا نقطہ نظر یہ تھا کہ پہلے بنیادی تبدیلی (radical change) ضروری ہے۔اس کے بغیر آزادی کا تصوّر محال ہے۔29ے جہاں اقلیتوں کی جانب سے قرارداد کو منفی لیا جارہا تھا وہیں پر قدامت پسند علماء بھی قرارداد پر اس حوالے سے تنقید کر رہے تھے کہ قرارداد میں اسلام کے کردار کو کم کر کے پیش کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر جعفر احمد قرارداد مقاصد پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"It was a compromise between the orthodox ulema and the liberal element in the constituent assembly". 30ے

ترجمہ:

"اسمبلی میں موجود قدامت پسندوں اور جدّت پسندوں کے درمیان یہ ایک سمجھوتہ تھا۔"

قرارداد کو حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو بکر صدیق کے عہد کے قانون سے نسبت دیتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی نے کہا تھا:

"It was the same constitution that the resolution sought to introduce in Pakistan". 31ے

ترجمہ:

"یہ وہی قانون (حضرت عمر فاروق کے عہد کا) ہے جو قرارداد میں متعارف کرایا گیا ہے"۔

نشتر بھی شبیر احمد عثمانی کی طرز پر یہ سمجھتے تھے کہ قرارداد مقاصد میں شہری آزادی، جمہوریت کی ضمانت جیسے اصول شامل ہیں۔نیز اقتدار اعلیٰ کا جو تصور قرآن میں ہے وہی قرارداد مقاصڈ میں نمایاں ہے۔اس کے علاوہ وہ سمجھتے تھے کہ جو سیاسی تصورات اسلام میں ہیں وہی قرارداد مقاصد میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

بنیادی اصولوں کی کمیٹی میں نشتر شامل تھے اور جب 1950ء میں کمیٹی کی رپورٹ آئی تو اس میں ریاست کے کم اسلامی تشخص کے اظہار پر اعتراض ہوا تو دوسری جانب بنگالیوں کو اپنی نمائندگی کے اصول پر ناراضگی تھی۔ اس طرح ان مسائل کو حل کرنے کے لئے نشتر کی سربراہی میں ایک خصوصی سب کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی کے حوالے سے نشتر نے سوالنامے تیار کر کے عوام سے آراء طلب کر لیں۔ عوام کی جانب سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ ریاست کا زیادہ سے زیادہ اسلامی کردار ہونا چاہئے جبکہ مشرقی بنگال کی جانب سے مناسب نمائندگی اور بنگلہ کو دوسری قومی زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ ہوتا دکھائی دیا لیکن اس جانب کمیٹی نے توجہ دینے کے بجائے محض ریاست کے اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے میں توانائی صرف کی۔

اس کے علاوہ کمیٹی نے مختلف طرز فکر کے علماء کی کانفرنس کرائی لیکن ان مذاکرات میں آزاد خیال اور کٹر عقائد رکھنے والے علماء کے درمیان اختلافات شدید ہو گئے۔

لارنس زائرنگ نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

یہ کمیٹی ہر ایک کو خوش کرنے کی کوشش میں کسی بھی فریق کو مطمئن نہ کر سکی۔32؎

بنیادی اصولوں کی کمیٹی میں نشتر کے ساتھ شامل دیگر افراد مولوی تمیز الدین خان، چودھری محمد ظفر اللہ خان، جناب فضل الرحمٰن شامل تھے۔ اس کمیٹی کی جو رپورٹ 1952ء میں آئی اس میں غیر مسلموں کے لئے جداگانہ انتخاب تجویز کیا گیا تھا۔ نشتر نے اس سلسلے میں اسمبلی سے ایک طویل تقریر کی تھی وہ سمجھتے تھے کہ جداگانہ انتخاب ہی پاکستان کے لئے بہتر ہے اقلیتی امور سے متعلق کمیٹی نے جداگانہ انتخاب کے حوالے سے درج ذیل درجہ بندی کی۔

1۔شیڈول کاسٹ 2۔شیڈول کاسٹ کے علاوہ دیگر ہندو کاسٹ 3۔بدھسٹ

4۔پاکستانی عیسائی جس میں اینگلو پاکستانی بھی شامل تھے۔

اس جانب اقلیتی نمائندوں بھرت چندر امنڈل، پریم ہاری اور راج کمار چکراورتی نے جداگانہ انتخاب پر اعتراض کرتے ہوئے اسے نہ صرف مخصوص ذات بلکہ ریاست کے حق میں بھی مضر قرار دیا اور کہا:

"While during the British rule there were two divisions among the people, now in their place there will be atleast five divisions." 33؎

ترجمہ:

"برطانوی عہد میں انتخابی اصول سے متعلق دو حصوں میں عوام تقسیم تھے لیکن اب یہ تقسیم کی درجہ بندی پانچ سطوں پر کی گئی ہے"۔

بنیادی اصولوں سے متعلق اقلیتی امور کمیٹی نے اقلیتوں سے متعلق جو تحفظات تجویز کئے ان میں چند درج ذیل تھے۔

1۔ پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو زبان و ثقافت کا تحفظ دیا جائے گا۔

2۔ جب حکومت دیگر تعلیمی اداروں کو فنڈ فراہم کرے گی تو اقلیتوں کے زیر نگرانی اداروں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

3۔ اقلیتوں کے مسائل حل کرنے کی غرض سے ایک اقلیتی امور سے متعلق وزیر بھی کابینہ میں شامل ہو گا۔

4۔ کسی بھی تعلیمی ادارے میں داخلے کے لئے ذات، فرقہ، مذہب کی تفریق نہیں رکھی جائے گی۔34؎

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

بھرت چندر امنڈل، پریم ہاری برما اور راج کمار چکر اورتی نے جو مطالبات کئے۔اس میں ایک مطالبہ موثر وزن کا تھا۔35؎ مشرقی بنگال میں مسلمان 23 فیصد تھے انہیں 41 فیصد نشستیں مشرقی بنگال میں دیئے جانے کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ کہا گیا کہ ملک کی تمام اسمبلیوں (صوبائی اور مرکزی) میں اور تمام سروسز میں تناسب دیا جائے نیز یہ کہ ملک کی کسی بھی اسمبلی میں کسی قرارداد سے متعلق اگر اقلیتوں کی تین چوتھائی تعداد قرارداد کی مخالفت کرے تو اس قرارداد کو زیر بحث ہی نہ لایا جائے۔ یہ تمام تر مطالبات اس طرز کے تھے جیسا کہ مسلمان بحیثیت اقلیت ہندوستان میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کرتے رہے تھے۔ اقلیتوں کے ان نمائندوں کا موقف یہ تھا کہ اگر ریاست کا کوئی مذہب سرکاری طے نہ کیا جائے تو ہمیں کوئی بیان کردہ مطالبات میں سے مطالبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن کیونکہ اسمبلی میں اسلامی آئین بنانے کی بات کی جارہی ہے اس لئے ہم یہ تحفظات چاہتے ہیں۔

نشتر نے بنیادی حقوق سے متعلق جو رپورٹ اسمبلی میں پیش کی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حامد خان لکھتے ہیں:

"The report of the fundamental rights of citizens received favourable coments both inside and outside the Constituent Assembly. It was quite a comprehensive list of rights and liaquat could claim, with some justification, that all the essential rights have been provided." 36؎

ترجمہ:

"شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق رپورٹ کو اسمبلی کے اندر اور باہر سے حمایت ملی۔ یہ جامع فہرست ہے اس میں لیاقت علی خان کے دعوے کے مطابق تمام تر ہی حقوق مہیا کردیئے گئے ہیں"۔

1954ء میں اقلیتوں سے متعلق جو تحقیقاتی رپورٹ اسمبلی نے بنیادی حقوق کے ساتھ منظور کی تھی اس میں 1956ء کی ہی نشتر کی پیش کردہ رپورٹ سے لئے گئے نکات شامل تھے۔37؎

نشتر چاہتے تھے کہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ کو ہی حتمی نہ تسلیم کرلیا جائے بلکہ جیسا کہ آئین کے دیگر اصول اسمبلی میں طے ہورہے ہیں اسی طرح بنیادی حقوق سے متعلق اصولوں کی منظوری بھی اسمبلی سے لی جائے تا کہ اقلیتوں کو اور دوسرے ممالک کو ہمارے متعلق پروپیگنڈا کرنے کا موقع میسر نہ آئے۔38؎

لیاقت علی خان نے نشتر کے خیالات سے اتفاق کیا اور جلد ہی کمیٹی کا اجلاس بلوانے کا ارادہ ظاہر کیا تا کہ اسمبلی کے اجلاس میں ہی بنیادی حقوق طے کئے جاسکیں۔39؎

دستور سازی کے حوالے سے درپیش مسائل میں ہی ایک مسئلہ نمائندگی کے اصول کو طے کرنے سے متعلق تھا جس کے سبب مشرقی بنگال میں احتجاجی صورتحال بھی تھی۔

نشتر بنگالیوں کے تحریک پاکستان میں موثر کردار کو تسلیم کرتے تھے اور ان کے محرومی کے اثرات کا ازالہ کرنے پر زور دیتے رہے۔ نشتر نے بارہا کہا کہ اگر مرکز بنگالیوں کے احساس محرومی کو ختم کرنے میں ناکام رہا تو ملک دو ٹکڑے ہوجائے گا۔ وکٹوریہ پارک ڈھاکہ میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے Regional Nationalism کے بڑھتے ہوئے اثرات کو ختم کرنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا:

This state has not been achieved for the purpose of developing Regional nationalism and therefore all talk about Bengalis and non-Bengalis and So on is sheer nonsense, we can not creat any gulf between the people of this place or that whoever does it is an enemy of the state and religion itself. 40ے

ترجمہ

"یہ ریاست علاقائی قومیت کو ابھارنے کے لئے تشکیل نہیں دی گئی ہے اور یوں بنگالی اور غیر نگالی سے متعلق تفریق کرنا انتہائی غلط بات ہے ہم ملک کے ایک حصے اور دوسرے کے درمیان کوئی خلیج قائم نہیں کر سکتے۔ جو کوئی ایسا کر رہا ہے وہ مذہب اور ریاست کا دشمن ہے"۔

نشتر کی سوچ دستور سازی کے حوالے سے یہ رہی کہ دستور کو زیادہ سے زیادہ اسلامی کردار کا حامل ہونا چاہئے۔ وہ 1956ء کے دستور کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی تقاریر میں اسے غیر اسلامی دستور قرار دیتے تھے اور جیسا کہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی میں ہی انہون نے اقلیتوں کے حوالے سے جداگانہ انتخاب کے اصول کو ضروری قرار دیا تھا بعد میں اس اصول کو 1956ء کے آئین کا حصہ بنوانے کے لئے صدر مسلم لیگ کے طور پر جدوجہد کرتے رہے اور وہ اس بات کو نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ قرار دیتے تھے۔ یہ تمام تر سوچ ان کے خاندانی پس منظر کے حوالے سے نمایاں تھی لہٰذا وہ جو کچھ بیان کر رہے تھے وہ اپنی مخصوص سوچ کا حصہ تھا جبکہ بعد کے ادوار میں دستور کو ذاتی مفاد کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔

نشتر نے اسمبلی کے صدر کے انتخاب کے لئے چند ایک اصول مرتب کر کے اسمبلی میں پیش کئے۔41ے نیز اسمبلی کے طریقہ کار کو متعین کرنے کے لئے بھی اصولوں میں کچھ ترامیم کر کے پیش کیں جس میں اسمبلی اراکین کے منتخب ہونے کا طریقہ کار اور اسمبلی کی کاروائی کے دوران مد نظر رکھے جانے والے اصول شامل تھے۔42ے اس طرح کی اصول پسندی کا زندگی کے اہم ترین معاملات میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد پنجاب کی سیاسی صورتحال اور نشتر بحیثیت گورنر پنجاب

صوبہ پنجاب میں قیام پاکستان کے بعد بننے والی حکومت کے سربراہ نواب افتخار حسین ممدوٹ تھے اور وہی مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا صدر بھی تھے۔ ممدوٹ کی کابینہ میں ممتاز محمد خان دولتانہ، وزیر خزانہ اور سردار شوکت حیات، وزیر مالیات کے عہدوں پر فائز تھے۔ ان دونوں وزراء کے کئی حوالوں سے اختلافات تھے لہٰذا یہ دونوں اکثر استعفیٰ دینے کی دھمکی دیتے اور یوں حکومت کی سطح پر کمزوری نمایاں ہوتی رہی۔

اپریل 1948ء میں مرکز کی جانب سے گورنر جنرل جناح صاحب نے پنجاب کے صوبائی وزراء ممتاز محمد خان دولتانہ اور افتخار حسین ممدوٹ کے درمیان تنازع کو حل کرنے کی جانب توجہ دی اور ان وزراء کو لے کر آنے کا حکم گورنر کو دیا اس پر جناح نے ممدوٹ کو فوری طور پر مستعفی ہونے اور دولتانہ کو وزیر اعلیٰ کا منصب سنبھالنے کی پیشکش کی۔ جناح ممدوٹ کو مرکزی وزیر اور دولتانہ کو صوبائی کابینہ کا سربراہ بنانے سے متعلق تجویز دے رہے تھے لیکن دولتانہ نے وزیر اعلیٰ بننے سے انکار کیا اور یہ شرط رکھی کہ اگر مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا صدر بنا دیا جائے تو وہ وزیر اعلیٰ کا عہدہ قبول کرے گا۔

خالد بن سعید لکھتے ہیں:

"The Governer General was angry and surpised that Daultana has suggested such a course of action when the correct procedure should have been for Daultana to accept the Governer General's commission and then ask the party to support him." 43ے

ترجمہ:

"گورنر جنرل اس بات پر ناراض بھی تھے اور حیران بھی کہ دولتانہ نے یہ تجویز کیوں دی۔اسے گورنر جنرل کی تجویز کو ہی اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہوئے قبول کرنا تھا نہ کہ پارٹی کی حمایت کی خواہش کرنا کیونکہ تمام تر صورت حال گورنر جنرل کے حق میں موافق تھی"۔

جناح نے مایوسی کے عالم میں معاملہ کو حل کرنے کے اختیارات پنجاب کے گورنر فرانسس موڈی کو دے دیئے۔اس طرح گورنر کی صوبائی حکومتی معاملات میں انتظامی اختیارات سے تجاوز کی روایت بنیاد بن گئی۔اس جانب لارنس زائرنگ نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس تنازع کو موڈی کے حوالے کرنے سے نہ صرف ان کی علالت کی نشاندہی ہوتی تھی بلکہ اس اقدام کے ذریعے انہوں نے پاکستان میں انتظامی اتھارٹی کے لئے مخصوص آمرانہ اختیارات پر زور دیا"۔44ے

اس کے بعد ممدوٹ نے اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ لے لیا اور یوں دولتانہ اور شوکت حیات نے 27/مئی 1948ء کو کابینہ سے استعفیٰ دے دیا۔

جناح کے انتقال کے بعد جب لیاقت علی خان نے دولتانہ کو دوبارہ کابینہ میں شامل کرنے کے لئے ممدوٹ پر دباؤ ڈالا اور اس نے مرکز کی جانب سے ہدایات کو نظرانداز کر دیا تو دولتانہ نے صوبائی مسلم لیگ پر کنٹرول حاصل کرنے میں کامیابی لے لی اور پارلیمانی پارٹی کا صدر بن گیا۔اس حیثیت سے دولتانہ نے ممدوٹ کی مخالفت کی اور مرکز کی اسمبلی توڑنے اور ممدوٹ وزارت ختم کرنے کا مشورہ دیا۔اس مقصد میں جلد ہی کامیابی ملی اور جنوری 1949ء کو گورنر جنرل نے پنجاب وزارت ختم کر کے اسمبلی توڑنے کا حکم جاری کیا اس کے ساتھ ہی گورنر راج قائم ہوا اور گورنر کو جلد انتخابات کرانے کی ہدایات جاری کیں۔اس کے بعد گورنر کے صوبائی مسلم لیگ سے اختلافات شروع ہوئے جبکہ گورنر نے سرکاری افسران کو سیاسی اثر و رسوخ قبول نہ کرنے کی ہدایت کیں یوں مسلم لیگ نے گورنر کے خلاف عبدالباری کی سربراہی میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی اور عوامی رائے عامہ استعمال کرتے ہوئے گورنر کی تبدیلی کے لئے باقاعدہ مہم شروع کی۔

گورنر فرانسس موڈی نے اسمبلی توڑنے کے بعد سیاستدانوں کو کرپٹ قرار دیا ممدوٹ وزارت کے خاتمے میں لیاقت علی خان کے کردار سے متعلق مشتاق احمد لکھتے ہیں:

"He suspended mamdot ministry in the Punjab on January 24th 1949, on his own initiative" 45ے

ترجمہ

"اس نے ممدوٹ وزارت کو 24 جنوری 1949ء کو برطرف کیا جو اس کا ذاتی فیصلہ تھا۔"

یعنی کہ لیاقت علی خان ممدوٹ اور دولتانہ کی لڑائی میں دولتانہ کو سپورٹ کر رہے تھے ممڈوٹ صوبائیت کی جانب زیادہ جھکاؤ رکھتے تھے اس بناء پر اسے مرکز مخالفت سمجھا جا رہا تھا اس رویے کے سبب بھی مرکز کی جانب سے ممدوٹ کو پسند نہیں کیا جا رہا تھا تو دوسری جانب گورنر پنجاب فرانسس

موڈی اور وزیر اعلیٰ ممڈوٹ کے درمیان بھی تعلقات کشیدہ تھے اگرچہ لیاقت علی خان دولتانہ کو وزیر اعلیٰ کے طور پر بہتر سمجھتا تھا لیکن موڈی دولتانہ کو بھی پسند نہ کرتا تھا اس لئے اس نے نئے وزیر اعلیٰ کے لیے فیروز خان نون کا نام تجویز کرتے ہوئے لیاقت علی خان کو لکھا:

"I suggest that you make Mamdot resign and direct me to send for firoz or that if he does not resign that you direct me to dismiss him". 46ے

ترجمہ:

"میں آپ کو ممڈوٹ سے استعفیٰ لینے اور فیروز خان کو وزیر اعلیٰ بنا کر بھیجنے کا مشورہ دیتا ہوں اور یہ کہ اگر وہ نہ استعفیٰ دے تو آپ مجھے ہدایات جاری کریں کہ میں ممڈوٹ کی وزارت کو برطرف کر دوں"۔

گورنر پنجاب موڈی اور مسلم لیگ کے درمیان ممدوٹ وزارت کے بعد جو کشیدگی رہی اس کا آغاز سرکاری افسران کی مسلم لیگ کو گورنر کے کہنے پر نظر انداز کئے جانے کی پالیسی سے ہوا۔ جس کے بعد لیاقت علی خان نے تجویز کیا کہ مسلم لیگ اپنے کچھ مشیر نامزد کرے جو گورنر کو حکومتی امور میں مدد فراہم کریں۔ 47ے اس طرح مسلم لیگ اور وزیر اعظم لیاقت علی خان کی جانب سے گورنر موڈی کو کہا گیا کہ وہ مسلم لیگ کی جانب سے نامزد مشیروں کی مدد سے حکومتی امور کو چلائیں۔ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا کہ پانچ مسلم لیگی مشیر نامزد کئے جائیں گے جن کے ناموں کا حتمی فیصلہ وزیر اعظم کرے گا۔ وزیر اعظم کسی نام پر متفق نہ ہو تو پھر وہ نام مسترد بھی کر سکتا تھا اور پھر دوسرے نام تجویز کرنے کے لئے مسلم لیگ ہی کا اجلاس بلایا جاتا تھا۔ اور ان مشیروں کو وہی اختیارات حاصل ہونا تھے جو کہ 1935ء ایکٹ کے تحت کسی بھی کابینہ کو حاصل تھے نیز وزیر اعظم لیاقت علی خان مسلم لیگ کو یہ بھی یقین دہانی کرا رہے تھے کہ مشیروں کے کام میں گورنر مداخلت نہیں کرے گا اور اگر گورنر سے ان کا کوئی اختلاف ہو جائے گا تو حتمی فیصلے کا اختیار مرکز کو حاصل ہو گا۔ 48ے جب یہ تمام تفصیلات وزیر اعظم نے گورنر کو ارسال کیں تو گورنر موڈی کے لئے یہ سب قابل قبول نہ تھا وہ مشیروں کی مدد سے حکومت چلانے کا مخالف تھا۔ اس لئے بھی یہ مسلم لیگ اس کے خلاف تحریک جاری رکھے ہوئے تھی اور یہ اس کی توہین تھی کہ وہ مسلم لیگ کے نامزد مشیروں کی ہدایات پر عمل کرے۔ دوسری مخالفت کی وجہ صوبائیت کے رجحانات میں اضافہ ہونا تھا کیونکہ جب مرکز اپنا اثر ورسوخ زیادہ بڑھاتا تو اس طرح مشیر مرکز کی ہدایات پر عمل کرتے اور گورنر کو نظر انداز کر دیتے موڈی نے تجویز دی کہ اگر مشیر نامزد کرنا ہی مقصود ہے تو یہ افراد غیر سرکاری ہوں اور اسمبلی میں موجود ہر سیاسی جماعت میں سے دو مشیر نامزد کر دیئے جائیں بصورت دیگر مشیر نامزد کرنے کا مقصد ہر صورت میں مسلم لیگ کو ہی کامیاب قرار دلوانا تھا۔ اس طرح انتخابات کے غیر شفاف ہونے کا امکان رہتا۔ 49ے

'نوائے وقت' نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ گورنر کو مشیر نامزد ہی نہیں کرنے چاہیں کیونکہ ہر محکمے کا سربراہ یعنی کہ سیکرٹری ہی اس کا مشیر ہوتا ہے اور جب الگ سے تنخواہ مقرر کی جائے گی اور دفاتر دیئے جائیں گے تو اس طرح صوبے کے ریونیو پر بوجھ ہو گا اور کسی سیاستداں کو مشیر مقرر کرنا نقصان کا سبب ہو گا۔ کیونکہ اس طرح تو ایک حکومت ہی تشکیل دے دی جائے گی جو عوام کے سامنے جوابدہ نہیں ہو گی نیز سرکاری ملازمین اگر مشیر نامزد ہو گئے تو وہ من پسند سیاست دانوں کے لئے راہ ہموار کریں گے۔ 50ے

بہر حال مسلم لیگ انتخابی کامیابی کے لئے مشیروں پر انحصار کو اہمیت دے رہی تھی اور لیاقت علی خان اس نظام کو جاری کر کے مرکز کے لئے صوبائی معاملے میں اثر کو مضبوط بنانا چاہتے تھے۔

جب قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کا ایک بڑا مسئلہ مغربی پنجاب کو درپیش تھا اس وقت آبادی کا چھٹا حصہ مغربی پنجاب میں مہاجرین پر مشتمل تھا تو مہاجرین کی آبادکاری کے وزیر میاں افتخار الدین کی لینڈ ریفارمز (land reform) کی تجویز کو ممدوٹ وزارت نے جب قبول نہ کیا تو میاں افتخار الدین نے استعفیٰ دے دیا تھا اور اس موقع پر صوبائیت کے رجحانات کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ پنجاب کی حکومت نے تجویز کیا کہ دیگر صوبے اور ریاستیں بھی مہاجرین کی آبادکاری میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اس موقع پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں ترمیم کر کے گورنر جنرل نے ایمرجنسی اختیارات استعمال کرتے ہوئے صوبوں کے لئے مہاجرین کی تعداد متعین کی جس کے مطابق سندھ، صوبہ سرحد، بلوچستان اور ریاستوں میں مہاجرین کی آبادکاری کا حکم جاری ہوا۔ اس صورتحال کی عکاسی خالد بن سعید نے بیان کرتے ہوئے کہا:

"It was obvious that the provinces were not co-operating fully with the policy of the central government, as regard the resettlement of refugees." 51ے

ترجمہ:

"صوبے مہاجرین کی آبادکاری سے متعلق مرکز کی پالیسی کی حمایت ہر گز نہیں کر رہے تھے۔"

یوں مہاجرین سے متعلق بھی صوبائی حکومت کے وزراء میں اختلاف رہا تھا۔ افتخار حسین ممدوٹ کو مرکز سے جو اختلافات تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مہاجرین کی مشترکہ کونسل مغربی پنجاب کے وزراء کی غیر موجودگی میں اہم فیصلے کر لیتی ہے اور جب سلسلہ جناح کی کاوشوں سے بھی نہ رو کا تو ممدوٹ نے خود کو کونسل برائے مہاجرین سے الگ کر لیا تھا اس کے علاوہ نشتر نے بھی گورنر پنجاب بننے کے بعد ایک مرحلے پر خواجہ ناظم الدین کو مشورہ دیا تھا کہ مہاجرین کی پنجاب میں تعداد بڑھ چکی ہے اور اب مزید مہاجرین کی آبادکاری ممکن نہیں لہٰذا دوسرے صوبوں میں مہاجرین کی آبادکاری کو ممکن بنایا جائے کیونکہ یہ مہاجرین نہ صرف ہندوستان بلکہ سندھ اور صوبہ سرحد سے بھی پنجاب کا رُخ کر رہے ہیں اس جانب نشتر نے خواجہ شہاب الدین سے ہونے والی گفتگو کا بھی حوالہ دیا تھا جس کے مطابق صوبہ سرحد کو 50،000 مہاجرین کی آبادکاری کے لئے رضامند کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ 52ے نشتر یہ بھی سمجھ رہے تھے کہ مہاجرین کی آبادکاری سے منسلک کچھ افسران کا تبادلہ ضروری ہے اسی لئے نشتر نے اپنے دو مشیروں اور چیف سیکریٹری کی رائے لینے کے بعد آبادکاری کے کمشنر لغاری کا تبادلہ کر کے مشرقی بنگال میں تعینات تجربہ کار افسر پیر احسان الدین کو پنجاب لغاری کی جگہ پر بھیجنے کے لئے لیاقت علی خان کو تجویز ارسال کی تھی۔ 53ے لیکن اس تجویز کو لیاقت علی خان نے اس بناء پر مسترد کر دیا کہ مشرقی بنگال میں تجربہ کار افسران کی کمی ہے اور مہاجرین کی آبادکاری کی بناء پر وہاں مسائل بھی موجود ہیں۔ 54ے دولتانہ اور ممدوٹ میں زمین کی حد بندی مسترد کرنے سے متعلق بھی اختلاف تھا۔ دولتانہ جاگیرداری نظام کو کمزور کرنے کے حق میں تھے جبکہ ممدوٹ جاگیردار طبقے کے نمائندہ ہونے کی بناء پر زمینوں کی حد مقرر کرنے کو مناسب نہ سمجھتے تھے۔

ممدوٹ کو بدعنوانی کے الزامات کے تحت جب گورنر نے برطرف کیا تو دراصل وزارت کی برطرفی کے لئے پروڈا ایکٹ کو استعمال کیا گیا تھا۔

پروڈا (PRODA) پبلک اینڈ ریپریزنٹیٹیو آفسز ڈس کوالیفیکیشن ایکٹ (Public and representative offices disqualification act) 6/جنوری 1949ء کو وزیر اعظم لیاقت علی خان نے اسمبلی سے منظور کرایا تھا لیکن اسے 14/اگست 1947ء

سے نافذ العمل قرار دیا گیا۔اس قانون کو سیاسی مخالفین کو دبانے کے لئے ہتھیار قرار دیا جا سکتا ہے جیسا کہ پروڈا سے متعلق احمد سلیم نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہ دراصل ایک ایسی تلوار کی حیثیت رکھتا تھا جو لیاقت علی خان نے ان سارے صوبائی اور مرکزی ارکان اسمبلی اور وزراء کے سروں پر لٹکا دی تھی جو کسی بھی وقت کسی بھی طرح وزیر اعظم کی مخالفت کرنے کی جرات کر سکتے تھے۔55

اس قانون کے تحت عدالت یا ٹریبونل کو بدعنوانی کے الزام کے تحت محض تحقیقات کا حق تھا اور سزا دینے کا اختیار محض گورنر یا گورنر جنرل کو تھا نیز سزا کی صورت میں اپیل کا حق نہ تھا۔ سندھ اور پنجاب کے سیاستدان اس قانون کی زد میں آئے اور سیاست سے نااہل قرار دیئے گئے۔ سندھ میں ایوب کھوڑو کو گورنر جنرل نے دو سال کے لئے نااہل قرار دیا اور اسمبلی توڑ دی اور پھر اسی اقدام کو پنجاب میں دہرایا گیا اور پنجاب میں ممدوٹ وزارت کو برطرف کر کے اسمبلی کو معطل کیا گیا۔

پروڈا جاری کرنے کا مقصد محض بدعنوانیوں کا خاتمہ ہوتا تو چند افراد جن پر بدعنوانیوں کے الزامات عائد ہوئے ان کے لئے سزا سے بچاؤ ممکن نہ ہوتا جبکہ میر غلام علی تالپور، حمید الحق چوہدری اور کئی دیگر افراد کے خلاف کوئی کاروائی پروڈا کے تحت عمل میں نہ آئی۔ اس طرح یہ تاثر قائم ہوا کہ مرکز صوبائی وزارتوں کو تابعدار بنانا چاہتا ہے اور محض مرکز سے اختلاف کی ہی صورت میں پروڈا کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔56

ممدوٹ کے خلاف مقدمے کی سماعت کے دوران سہروردی نے کہا تھا کہ یہ دراصل سیاسی قتل کا مقدمہ ہے اور اس لئے چلایا گیا ہے کیونکہ دراصل ممدوٹ دولتانہ کے اقتدار کے حصول میں رکاوٹ ہیں اور جب دولتانہ نے محسوس کیا کہ وہ اسمبلی کے اراکین کی حمایت حاصل نہیں کر سکتا تو اس کی سفارش پر گورنر راج قائم کیا گیا۔57

پروڈا ایکٹ جب لیاقت علی خان نے اسمبلی میں پیش کیا تھا تو اس وقت اس ایکٹ کی حمایت کرتے ہوئے نشتر نے ایکٹ کا مقصد محض چند افراد کے خلاف کاروائی قرار دیا جو بدعنوانی کے زمرے میں آتے ہوں۔ نشتر نے اس لئے بھی ایکٹ کو ضروری سمجھا کہ ایک گندی مچھلی پورے تالاب کی گندا کر دیتی ہے۔ نشتر نے کہا کہ گورنر یا گورنر جنرل از خود کوئی بھی اقدام بطور کاروائی نہیں اٹھا سکتے اس لئے اس جانب کوئی غلط طہمی نہیں ہونی چاہئے۔58
نشتر شاید لیاقت علی خان پر اندھا اعتبار کر رہے تھے یا یہ کہ اُن کو اندازہ نہ تھا کہ خواجہ ناظم الدین کی موجودگی میں لیاقت علی خان اختیارات کا بے جا استعمال کر سکیں گے۔

اگرچہ ایکٹ کے تحت ممدوٹ کو مقدمے کے ذریعے نہ اہل قرار دینے کا حکم نافذ نہ ہو سکا لیکن مسلم لیگ میں بے چینی کی لہر اٹھی اور پنجابی حریفوں میں لڑائی کی شدت میں اضافہ ہوا۔ جس کا اندازہ درج ذیل بیان سے کیا جا سکتا ہے۔

"لیاقت علی خان کی طرف سے پروڈا کا نفاذ مسلم لیگ کے زوال کی علامت تھی اور اس سے دستور سازی کے عمل اور جمہوری اداروں کو زبردست نقصان پہنچا۔59

گورنر فرانسس موڈی نے کرپشن کا الزام ممدوٹ پر لگایا اور وزیر اعظم کو لکھا تھا کہ کشمیر فنڈ کے لئے 25 لاکھ مختص کئے گئے تھے لیکن محض 11 لاکھ کا ذکر کیا گیا تھا۔ان الزامات کی فہرست کے ذریعے پروڈا کے تحت چیف جسٹس کارنیلیئس (Cornelius) نے قائم کئے گئے مقدمے کی

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سماعت کی لیکن ممدوٹ پر کوئی الزام ثابت نہ ہوا۔ سماعت کرنے والے ججوں کا آپس میں اختلاف رہا للہذا طے ہوا کہ اب تیسرا جج مقدمے کی سماعت کرے گا۔ جسٹس کارنیلیئس Cornelius نے گورنر اور وزیر اعلیٰ کے اختلافات کو بھی نظر میں رکھا تھا اور گورنر فرانسس موڈی کی کیس میں دلچسپی کا حوالہ دیتے ہوئے چند ایسے شواہد بتائے جن کے مطابق گورنر نے اقبال نگر بیگم جو گنڈا کو دی تھی نہ کہ وہ خان آف ممدوٹ کو ملی تھی۔ اس طرح ریونیو ریکارڈ کی تباہی بھی ثابت نہ ہو سکی نیز جج نے پولیس کی مداخلت کو بنیاد بنا کر بھی الزامات کو غلط ثابت کر دیا تھا۔ 60 اگرچہ پنجاب میں وزارت کی برطرفی کے بعد گورنر راج قائم ہوا تھا۔ لیکن گورنر موڈی اور لیاقت علی خان کے درمیان بھی کئی حوالوں سے اختلافات تھے۔ لیاقت علی خان مسلم لیگ کو سپورٹ کرتے تھے اور ایک پارٹی سسٹم کے حامی تھے جبکہ موڈی مسلم لیگ کی مخالفت کر رہا تھا اور ایک پارٹی سسٹم کے خلاف تھا۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ مسلم لیگ کی انتخابی کامیابی سے سیاسی خرابیاں جاری رہیں گی۔ گورنر دلیل یہ دے رہا تھا کہ اگر لیگ کی جانب سے ٹکٹ جاری نہیں کئے جائیں گے تو پھر دوسری سیاسی جماعتوں کو ابھرنے کا موقع ملے گا۔ ایک موقع پر موڈی نے لیاقت علی خان کو لکھا تھا:

"It now appears that the aim is to put the same old people in power with the same old objectives. I do not wish to participate in anyway in that attempt". 61۔

ترجمہ:

"یہ دکھائی دیتا ہے کہ پرانے افراد کو پرانے مقاصد کے تحت اقتدار میں لانا مقصود ہے میں اس مقصد میں حصہ دار بننے کا خواہشمند نہیں ہوں"۔

گورنر کو مسلم لیگ کے حوالے سے جو کئی اعتراضات تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ گورنر موڈی پارلیمنٹری بورڈ بنانے کا مخالف تھا اور اس بورڈ کی جانب سے ٹکٹ جاری کرنے کو بھی غلط تصور کر رہا تھا اس کا موقف یہ تھا کہ لیگ کو اس لئے ٹکٹ جاری نہیں کرنے چاہئے کہ یہ انتخابات 1945ء کے انتخابات کی طرز کے انتخابات نہیں ہیں۔ اس لئے بھی لیگ کی جانب سے گورنر کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا جا رہا تھا۔ 62۔

مسلم لیگ کی جانب سے گورنر کے استعفیٰ کا مطالبہ ہو چکا تھا۔ مسلم لیگ اور گورنر کی کشیدگی کا اختتام فرانسس موڈی کے استعفیٰ کی صورت میں سامنے آیا۔ موڈی نے اپنا استعفیٰ دیتے ہوئے وزیر اعظم کو لکھا تھا:

"I am afraid that your scheme is one which I could not possibly hope to work with success." 63۔

ترجمہ:

"میں خوف زدہ ہوں کہ آپ کی منصوبہ سازی ایسی ہے جس پر میں کامیابی سے آپ کے لئے کام نہیں کر سکوں گا۔ یعنی میں اسکیم کو کامیاب نہیں کر سکوں گا"۔

مشیروں کی نامزدگی کی اسکیم کا ذکر کرتے ہوئے گورنر موڈی نے استعفیٰ دے دیا تھا۔

سرکاری سطح پر گورنر موڈی کو رخصت کرنے کے انتظامات ہوئے لیکن گورنر نے غیر رسمی طریقے سے جانا بہتر سمجھا۔ 64 اس کے بعد لیاقت علی خان نے نشتر کو گورنر پنجاب بنانے کا فیصلہ کرتے ہوئے کابینہ کے اجلاس میں کہا کہ نشتر کی موجودہ حیثیت کو برقرار رکھنا ضروری ہے لیکن اس سے زیادہ اہم صوبہ پنجاب کے گورنر کے طور پر نشتر کا جانا ضروری ہے۔ کابینہ نے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے فیصلے کو درست قرار دیا۔ 65۔

2/اگست 1949ء کو نشتر نے گورنر پنجاب کا حلف اٹھایا اور اس کے بعد شام 6 بجے حلف برداری کی تقریب منعقد کی گئی جو بطور رسمی کاروائی عمل میں آئی۔66

نشتر کو گورنر پنجاب متعین کرتے وقت وزیر اعظم لیاقت علی خان نے دو باتوں کو نظر میں رکھا تھا جن کے مطابق وہ مسلم لیگ کی حکومت کے قیام میں معاون ثابت ہوں گے اور ایسی حکومت کا قیام ممکن ہو کہ جو مرکز سے وفادار رہے۔

جب نشتر گورنر بنے تو اس وقت مسلم لیگ کے دو دھڑوں ممدوٹ اور دولتانہ کے درمیان سیاسی جنگ جاری تھی۔ دولتانہ گروہ سے تعلق رکھنے والے مشیر برائے قانون ملک انور کے خلاف بد عنوانی کے الزامات لگا کر مسلم لیگ نے قرار داد منظور کی اور دولتانہ کے خلاف بھی قرار داد پیش کی جو منظور نہ ہو سکی۔ ملک انور کے خلاف صوبائی مسلم لیگ نے جو قرار داد منظور کی اس سے دوسرے مشیر برہم ہوئے تھے لیکن نشتر نے اس اقدام کو قابل اعتراض نہ سمجھا کیونکہ یہ صوبائی مسلم لیگ کی صوابدید پر تھا کہ وہ کسی بھی مشیر کے خلاف قرار داد منظور کر سکتی تھی۔67 نشتر یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ مرکز کی مدد سے اس کشیدگی کو کم کر کے ان مسلم لیگیوں میں اتفاق رائے ہموار کر سکیں گے۔ اگرچہ دونوں ہی جانب سے مرکز سے وفاداری کا اظہار بھی کیا جارہا تھا لیکن دولتانہ کھل کر مرکز کی جانب جھکاؤ بھی ظاہر کر رہے تھے۔ نشتر مسلم لیگ کے اختلافات کو ختم کرنے میں کامیابی کی ایک صورت یہ دیکھ رہے تھے کہ اگر مرکز اس سلسلے میں ان کی مدد کرے تو ہی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔68

نشتر مسلم لیگ کے دونوں گروپوں میں جاری چپقلش کو کم نہ کر سکے جس کی وجہ ان کے مطابق یہ تھی کہ دونوں ہی دھڑے اپنی اپنی جگہ پر مضبوط تھے اور اگر کوئی ایک کمزور ہوتا تو سمجھوتہ کر لیتا، اگرچہ دونوں اطراف سے یہ تسلیم کیا گیا کہ انتخابات میں لڑائی کے سبب ووٹ تقسیم ہو جائیں گے اور کوئی ایک گروہ اسمبلی میں اکثریت نہیں لے سکے گا کہ لیکن لڑائی بدستور جاری تھی نیز نشتر نے یہ بھی دلیل دی کہ لڑائی کے سبب اقلیتیں بھی مسلم لیگ مخالف پارٹی ہی کا ساتھ دیں گی غرض ہر طرح قائل کرنے کے بعد بھی مسلم لیگی ایک دوسرے سے مخالفانہ رویہ رکھے ہوئے تھے۔ نشتر ان مسلم لیگیوں کو یہ کہتے رہے کہ اس لڑائی کی وجہ سے مسلم لیگ کو جتنا خطرہ خود لیگ سے ہے اتنا دوسری سیاسی جماعتوں سے نہیں ہے۔ اس صورت میں اسمبلی میں مسلم لیگ اکثریتی جماعت ثابت نہیں ہو سکے گی بلکہ ووٹ تقسیم ہوں گے۔69 اس لڑائی میں دولتانہ گروہ کو برتری حاصل رہی اگرچہ دولتانہ کے خلاف بھی صوبائی مسلم لیگ نے قرار داد منظور کی تھی جس میں مرکز کے ساتھ مل کر صوبائی لیگ کے خلاف سازش کا الزام اور بد عنوانیوں کے الزامات شامل تھے۔ دولتانہ ملک انور کی جانب جھکاؤ زیادہ رکھ رہے تھے، اس خیال سے کہ ملک انور آئندہ انتخابات میں ووٹ زیادہ لے سکتے ہیں جبکہ صوبائی مسلم لیگ اُن کے خلاف بد عنوانی کی قرار داد منظور کر چکی تھی لہٰذا نشتر نے دولتانہ کو ملک انور کی جانب زیادہ جھکاؤ رکھنے کی ممانعت کی تھی جس کی وجہ نشتر کے نزدیک یہ تھی کہ اس طرح لیگ کے اندرونی اختلافات میں اضافہ ہو گا اور غیر لیگی مضبوط ہوں گے لیکن دولتانہ نے ان کی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔70 اس طرح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نشتر کے لئے مسلم لیگ کے دو دھڑوں کے درمیان اتفاقِ رائے پیدا کرنا کس قدر مشکل تھا۔

مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں جماعت کے صدر میاں عبدالباری کے استعفے کو منظور کر لیا جاتا ہے اور مسلم لیگ کا نیا صدر صوفی عبدالحامد کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ یہ وہی شخص تھے کہ جب میاں عبدالباری نے گورنر موڈی کے خلاف صوبائی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ایکشن لیا تھا تو یہ صوفی عبدالحامد کئی مسلم لیگیوں کے ساتھ مل کر مسلم لیگ چھوڑ کر جا چکے تھے۔71 مسلم لیگ کے اجلاس میں یہ بھی طے ہو چکا تھا کہ مشیروں کے حوالے سے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

نامزدگی کے اختیارات اب نئے بننے والے صدر مسلم لیگ کے پاس ہوں گے۔72یوں مسلم لیگ کے نئے صدر صوفی عبدالحامد کو کئی ایک مشیر اپنے استعفے پیش کرتے ہیں جو منظور کر لئے جاتے ہیں۔اب مسلم لیگ کے صدر صوفی عبدالحامد انتخابات کو ملتوی کرنے کی تجویز دیتے ہوئے نشتر کو جنوری میں انتخابات منعقد کرانے کا مشورہ اس جواز کے ساتھ دیتے ہیں کہ مسلم لیگ کے حوالے سے انتخابی تیاریوں میں مدد مل سکے گی جس کا ردعمل یہ ہوا کہ لیگ مخالف جماعتوں عوامی لیگ، جماعت اسلامی اور دیگر سیاسی جماعتوں نے انتخابات کو اگلے فروری تک ملتوی کروانے کا مطالبہ کیا لیکن نشتر اس جانب تذبذب کا شکار تھے کہ انتخابات کا ملتوی کرنا مسلم لیگ کے لئے بہتر ہو گا کہ نقصان کا باعث ہو گا لہٰذا نشتر نے کہا کہ تمام امیدوار اپنا claim جمع کرا دیں تو ہی صورت حال واضح ہو سکے گی۔73

نشتر نے اگر مرکز کی پالیسی کی حمایت کی ہوتی تو وہ دولتانہ کی جانب جھکاؤ ظاہر کرتے لیکن جب نشتر نے محسوس کیا کہ دولتانہ گروہ مسلم لیگ پر چھانے کی نہ صرف کوشش کر رہا ہے بلکہ پولیس اور ضلعی افسران دولتانہ کی جانب جھکاؤ رکھے ہوئے ہیں تو نشتر نے ان کے خلاف ایکشن لیا۔اگرچہ نشتر دولتانہ سے ہمدردی رکھے ہوئے تھے لیکن غلط اقدام پر فوری کاروائی عمل میں لاتے تھے نیز نشتر نے پنجاب میں حکومتی ملازمین کا سیاسی معاملات میں عمل دخل روکنے کی بھی بھرپور کوشش کی تھی۔74

مسلم لیگیوں نے نشتر کی مدد سے آئین میں ترمیم کے ذریعے نااہلیت سے متعلق شق کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن نشتر نے ایسا اقدام اٹھانے سے انکار کیا تھا۔

نشتر پانچ(5) مسلم لیگی مشیروں کی معاونت سے گورنر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔جن کے اختیارات وزیروں کی طرز کے تھے۔ نشتر نے مشیروں کو ہدایات دیں کہ جب آپ نامزدگی کے کاغذات جمع کروائیں تو اس سے قبل استعفیٰ دے دیں، بصورت دیگر انتخاب لڑنے کے اہل نہ ہوں گے۔75 لیکن جب اس جانب ترمیم کی تجویز آئی اور کہا گیا کہ 1935ء کے آئین میں تبدیلی کر کے اس نااہلیت کو اہلیت میں تبدیل کر دیں تو نشتر نے کہا:

"It would not be desireable for me to do so and therefore they should not expect that the disqualification would necessarly be removed". 76

ترجمہ:

"ایسا کرنا میری ہرگز خواہش نہیں ہے اس لئے یہ امید نہیں کرنا چاہئے کہ نااہلیت کی شق کو لازمی ختم کر دیا جائے گا"۔

اس ترمیم کی تجویز دینے والوں کا مقصد ہر صورت میں مسلم لیگ کی حکومت کا قیام تھا کیونکہ مشیر حکومت کا حصہ تھے اور اگر وہ اسی حیثیت سے انتخاب میں حصہ لیتے تو پھر حکومتی مشینری کے ذریعے انتخاب لڑ کر اپنے ہی اقتدار کو مستحکم کرتے۔نشتر اگرچہ مسلم لیگ ہی کی جانب ہمدردی رکھتے تھے لیکن غیر قانونی ہتھکنڈوں کو استعمال کرتے ہوئے انہیں مسلم لیگ کی حکومت کا قیام ناگوار معلوم ہوتا تھا۔

پنجاب میں مسلم لیگ نے صوبائی پارلیمنٹری بورڈ قائم نہ کیا تھا لہٰذا انتخابات کے دوران بھی کوئی ادارہ اس مقصد سے قائم نہ کیا گیا اور مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے ہی یہ تمام فرائض انجام دیئے جس سے متعلق دولتانہ گروپ کے مخالفین نے شور بھی کیا تھا لیکن نہ صرف دولتانہ نے اس اقدام کی

حمایت کی بلکہ دستور ساز اسمبلی کی چھ خالی نشستوں پر نامزدگی کا اختیار بھی مرکز کے حوالے بہ خوشی کیا۔ دراصل اس طرح دولتانہ اپنی مرضی کے فیصلے لیاقت علی خان کے ذریعے کروانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ 77

نشتر نے مسلم لیگ کے دونوں گروپوں کو پارلیمنٹری بورڈ آرگنائزنگ کمیٹی اور ٹریبونل میں نمائندگی سے متعلق تجویز دیتے ہوئے کہا کہ اس طرز کا کوئی بھی ادارہ قائم کرلیا جائے اور دونوں جانب سے برابر تعداد میں مسلم لیگی شامل کئے جائیں جس میں ایک کو بطور ایمپائر بھی نامزد کیا جائے۔ نشتر نے ممتاز دولتانہ کو یہ بھی کہا کہ اگر ممدوٹ گروپ ان تجاویز کو قبول کرلے اور مرکز سے وفاداری پر قائم ہوجائے تو آپ آپس کے جھگڑے ختم کر کے ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ اس جانب دولتانہ نے بظاہر رضامندی کا اظہار کیا۔ 78 لیکن یہ تجویز اس لئے بھی عملی صورت نہ اختیار کرسکی کہ مرکز کی جانب سے انتخابات میں لیاقت علی خان نے کردار ادا کرنا تھا۔

نشتر نے انتخابات کے حوالے سے جو عملی اقدامات کئے ان میں سے ایک الیکٹورل لاء میں کچھ ترامیم کیں تھیں جن کے مطابق ووٹر کو ٹرانسپورٹ کی سہولت دی جانی تھی۔ یہ بھی طے ہوا کہ اگر ذات، قبیلے یا فرقے کی بنیاد پر ووٹ لینے کا فیصلہ ہوا تو اسے بدعنوانی کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

نشتر نے دسمبر میں انتخابات کے انعقاد کا ارادہ ظاہر کیا تھا لیکن مسلم لیگ مخالف گروپ جس میں عوامی مسلم لیگ بھی شامل تھی ان کا مطالبہ تھا کہ انتخابات کو فروری تک ملتوی کردیا جائے۔

نشتر نے انتخابات میں دخل اندازی کی اطلاع ملنے پر سرکاری افسران کی مداخلت کو روکنے کے لئے عملی کاوش کی تو دولتانہ گروہ کی دھاندلی کی اطلاعات کا بھی نوٹس لیا تھا اس طرح نشتر لیاقت علی خان کی طرح ایک جانب جھکاؤ ظاہر نہ کر رہے تھے۔

انتخابات میں دولتانہ گروہ کو فتح ملی اور وہ وزیر اعلیٰ پنجاب بنے۔ انتخابات کے بعد پنجاب مسلم لیگ کے اجلاس میں لیاقت علی خان نے صدارت کی اور اس اجلاس میں دولتانہ کو پارلیمنٹری کمیٹی مسلم لیگ کا صدر بھی منتخب کرلیا گیا۔ یعنی کہ یہاں بھی لیاقت علی خان ہی کی حمایت حاصل رہی۔ انتخابات میں جو سیاسی جماعتیں حزب اختلاف کا کردار ادا کر رہی تھیں وہ کوئی جامع پروگرام تشکیل نہ دے سکیں۔ ان حالات میں مسلم لیگ اگرچہ بظاہر کمزور تھی لیکن منظّم سیاسی جماعت قرار دی جاسکتی تھی۔ آزاد پاکستان پارٹی اور جماعت اسلامی متحدہ محاذ نہ بنا سکیں لہٰذا جماعت اسلامی نے مسلم لیگ کا ہی ساتھ دیا اور مجلس احرار نے بھی اگرچہ احمدی امیدواروں کی مخالفت کی اور مسلم لیگ کی حمایت کی۔ دولتانہ نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے لینڈ ریفارم کا جو پروگرام پیش کیا یہ بھی متاثر کن تھا۔ دولت مشترکہ سے علیحدگی اختیار کرنے کا وعدہ بھی مسلم لیگ نے کیا اور اس دن جب پنجاب میں ووٹ ڈالے جا رہے تھے کہ راولپنڈی سازش کا بھی انکشاف ہوا جسے حزب اختلاف نے الیکشن کی قبل از وقت کی گئی منصوبہ بندی (Election Stunt) قرار دیا۔ 79

اب انتخابات میں کامیابی کے بعد دولتانہ مکمل طور پر لیاقت علی خان پر انحصار کرنے لگے جس کا نتیجہ تھا کہ لیاقت علی خان کے انتقال کے بعد وہ اپنی پالیسیوں کے نفاذ میں ناکام دکھائی دیئے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

نشتر نے پنجاب میں نہروں کے پانی اور مہاجرین کے مسائل کو حل کرنے کی جانب زیادہ توجہ دی اس مقصد کے تحت گجرات سے سرگودھا ایک سڑک تعمیر کروائی۔ اس سے چناب اور جہلم کے کاشتکاروں کو فائدہ ہوا۔ نیز سرگودھا اور گجرات کے درمیان 114 میل کا فاصلہ کم ہوا اور روزانہ کی بنیاد پر پیٹرول کی 7000 روپے کی بچت ہوئی جو سالانہ رقم 30 لاکھ روپے بنتی تھی۔80

نشتر جب پنجاب میں گورنر بن کر گئے تو اس موقع پر اگر عوامی رد عمل دیکھا جائے تو تصور کیا جا رہا تھا کہ نشتر پنجاب کو درپیش مسائل سے بہتر طور پر نبرد آزما ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور گورنر پنجاب بننے کے لئے ان سے بہتر کوئی اور شخصیت میسر نہ تھی۔

نشتر نے صوبہ پنجاب میں بدعنوانی و رشوت ستانی کی روک تھام کے لئے اینٹی کرپشن محکمہ بنایا جو حکومت پاکستان کے ہوم سیکریٹری کی زیر نگرانی کام کرتا تھا اس محکمہ کے ذریعے کئی ایک سرکاری ملازمین کے خلاف کاروائی عمل میں لائی گئی نیز جو اراکین اسمبلی کرپٹ تھے ان کے خلاف بھی تادیبی کاروائی ہوئی۔81

نشتر نے پبلک سیفٹی آرڈیننس جاری کیا جس کا مقصد ان اخبارات کے خلاف کاروائی کرنا تھا جو اخبارات ریاست اور سرکاری افسران کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کر رہے تھے۔82 اس اقدام کا مقصد نشتر کے نزدیک ریاست کے احترام کو برقرار رکھنا تھا۔ نشتر نے ایک قانون کے تحت شراب نوشی پر پابندی لگائی لیکن کیوں کہ یہ پابندی محض مسلمانوں تک محدود تھی اور قانون میں بعض شرائط اور پابندیوں کے ساتھ شراب فروخت کرنے کی اجازت تھی۔83 اس لئے یہ قانون تنقید کا سبب بنا۔

نشتر نے مارچ 1951ء میں پنجاب میں شریعت ایکٹ نافذ کیا اس سے پہلے اوقاف سے رجسٹر کرانے کا قانون نافذ کیا۔ نشتر لاہور میں غنڈا افراد کی سرگرمیوں کی اطلاع خواجہ ناظم الدین کو دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ پریس کانفرنس میں ان افراد کو وارننگ بھی دے چکے ہیں۔ وہ پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت ہونے والی گرفتاریاں کا حوالہ بھی دیتے ہیں لیکن نشتر ان غنڈہ افراد کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کے لئے غنڈا ایکٹ کا نفاذ ضروری سمجھتے تھے لہٰذا اس مقصد سے ایک کمیٹی ایکٹ کی تیاری کے لئے تشکیل دینے کی اطلاع دیتے ہیں۔84

27 مارچ 1951ء کو غنڈہ ایکٹ بھی مرکز کو برائے منظوری بھیجا تاکہ صوبے میں غنڈہ عناصر کی روک تھام ہو سکے۔ نشتر غنڈہ ایکٹ کے نفاذ سے مطمئن تھے۔85 اس کے علاوہ 14/اگست 1949ء کو شراب بندی کا قانون نافذ کیا۔86 نشتر نے پنجاب میں دنیا کا طویل بوٹ بیرج (World's largest boat bridge) قائم کیا جسے نشتر بوٹ بیرج (Nishtar Boat Bridge) کا نام دیا گیا۔ اس بوٹ بیرج (Boat Bridge) کا افتتاح کرنے کے لئے بہاولپور ریاست کے وزیر اعظم آئے اور نشتر نے اس کی تعمیر کا مقصد بتاتے ہوئے کہا تھا:

"In addition to the economic benefits to the people of the district, the opening of the bridge would promote closer contact between this part of the Punjab and adjoining state." 87۔

"ضلع کے عوام کے معاشی فوائد کے حوالے سے پل (Bridge) کا افتتاح معاشی فوائد کے حوالے سے خوشگوار اضافہ ہے اس سے پنجاب اور اس سے ملحقہ ریاستوں میں خوشحالی آئے گی"۔

نشتر نے افسر شاہی کے رویے کو دیکھتے ہوئے انہیں قیام پاکستان کی جدوجہد یاد دلا کر عوام کا خادم بننے کی تلقین کرتے ہوئے کہا:

"یہ وطن غریبوں کا وطن ہے یہاں کسی جاگیر دار یا افسر شاہی کو پاکستان کے عوام کے ساتھ انگریز جیسا برتاؤ کرنے کی اجازت نہیں ہے جس دن ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ آقا و غلام کا سلوک کرنا شروع کیا اسی دن سے ہمارے زوال کی کہانی شروع ہو جائے گی"۔88

نشتر متحدہ معاشی و سیاسی پروگرام کی تشکیل کے لئے یہ ضروری سمجھتے تھے کہ چاروں صوبوں کے رہنما مل کر بیٹھیں تاکہ جاگیر داروں اور افسر شاہی کے ملاپ کو کمزور کیا جا سکے اور اس اتحاد کے ذریعے ہی وہ پاکستان کو خوشحال و مضبوط بنانا ضروری خیال کرتے تھے۔

16/اکتوبر 1951ء کو لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد نشتر کو لیاقت علی خان کا وارث تصور کیا جا رہا تھا لیکن نشتر کی وزیر اعظم بننے کی مخالفت پنجابی حلقے کی جانب سے تھی۔ان کو سخت مزاج کہہ کر نظر انداز کر دیا گیا دراصل وہ غلام محمد کے حلقے سے مطابقت نہ رکھتے تھے۔89

دولتانہ غلام محمد، ایوب خان اور مشتاق گورمانی کو اسی جانب ذمہ دار قرار دیتے ہیں کہ یہ افراد ناظم الدین کو وزیر اعظم بنانے میں کامیاب ہوئے اور پھر انہوں نے نشتر کو اس عہدے تک نہ جانے دیا جبکہ دولتانہ کے مطابق شہادت سے قبل لیاقت علی خان نشتر کو نائب وزیر اعظم بنانے اور غلام محمد کو وزارت سے نکالنے کا فیصلہ کر چکے تھے جس کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے دولتانہ کو اعتماد میں بھی لیا تھا یعنی وہ وفاقی کابینہ میں تبدیلی کے خواہشمند تھے۔ 90 اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ لیاقت علی خان کی سرگرمیوں کو بیوروکریسی پسند نہ کر رہی تھی اور اگر وہ کچھ عرصے زندہ رہتے تو نشتر کو نائب وزیر اعظم بنا دیتے۔

نشتر بحثیت مرکزی وزیر صنعت

خواجہ ناظم الدین نے وزیر اعظم کا منصب سنبھالنے کے بعد نشتر کو مرکز میں آنے کی دعوت دی اور کئی محکمہ جات منتخب کرنے کا اختیار دیا جن میں دفاع، خزانہ، امور خارجہ، تجارت اور وزارت قانون کے محکمے شامل تھے نیز یہ ذکر کیا کہ انہیں وزیر صنعت کی تلاش ہے اس حوالے سے ناظم الدین یہ بھی خواہش رکھتے تھے کہ جب اسمبلی میں آئین منظور ہو تو نشتر بھی رکن اسمبلی ہوں۔

نشتر نے ناظم الدین کی خواہش کا احترام کیا اور وزیر صنعت کی حیثیت سے اسمبلی میں شامل ہونے پر رضامندی دیتے ہوئے لکھا:

"I am quite prepared to come to the centre and take over as minister of industries, my aim is to serve Pakistan, it does not matter in what capacity and at what place." 91۔

ترجمہ:

"میں مرکز میں آنے کے لئے مکمل طور پر رضامند ہوں اور بطور وزیر صنعت، میرے نزدیک اس بات کی اہمیت نہیں کہ کس جگہ اور کس عہدے پر رہنا ہے بلکہ میرا مقصد محض وطن عزیز کی خدمت کرنا ہے۔"

نشتر نے وزیر صنعت بننے کے بعد پرائیوٹ سیکٹر کو اہم سمجھا اور وہ یہ ضروری جانتے تھے کہ جہاں پر پرائیوٹ سیکٹر کو صنعتوں کے قیام میں مشکلات در پیش ہوں وہاں پر مرکزی حکومت کو اپنا کردار بطور معاونت ادا کرنا چاہئے۔ صنعتی پالیسی کا بنیادی مقصد بیان کرتے ہوئے نشتر نے درج ذیل وضاحت کی:

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"The basic concept of the policy is that it is primarily the role of private enterprise to undertake industrial ventures and that it is the duty of government to enable private enterprise to perform this role as well as possible."92ے

ترجمہ:

"پالیسی کا بنیادی تصور یہ ہے کہ صنعتوں کے قیام کو پرائیوٹ سیکٹر کی ذمہ داری تسلیم کر لیا جائے اور جہاں انہیں مشکلات آئیں وہاں پر حکومت مدد فراہم کرے۔"

ڈویلپمنٹ آف انڈسٹریز سے متعلق (فیڈرل کنٹرول ایکٹ، 1949ء) کے مطابق 27 صنعتوں کو مرکزی حکومت کا ذمہ دار بنایا گیا کہ یہ بڑی صنعتیں ہیں ان کی ترقی کے لئے مرکزی حکومت نے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ نشتر نے اس مقصد کے حصول کے لئے صوبائی حکومتوں کو معاون بناتے ہوئے اصول مرتب کئے اس کے علاوہ صنعتکاروں کو درپیش مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جسے صنعتی سہولیات کمیٹی (Industries Facilities Committee) کا نام دیا گیا۔ جس میں متعلقہ محکمے سے تعلق رکھنے والے افراد بھی شامل ہوتے تھے اس کمیٹی کے ذریعے صنعتکاروں اور حکومت کے درمیان مسائل کے حل کے لئے مذاکرات ہوتے تھے۔ نشتر نے کمیٹی کی کارکردگی سے متعلق کہا:

"I am glad to be able to say that the committee has already come to grips with certain old cases which seemed to defy solution." 93ے

ترجمہ:

"مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ کمیٹی کچھ بہت پرانے مسائل کا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہوئی ہے"۔

اسی طرز کی کمیٹیاں صوبوں میں قائم کر کے صنعتی مسائل پر قابو پانے کی کاوش کی گئی تھی۔

صنعتی ترقی کارپوریشن ایکٹ 1950ء کے تحت ایک ادارہ صنعتی ترقی کارپوریشن (Industrial Development Corporation) قائم کیا گیا تھا۔ کچھ صنعتی شعبہ جات جو مرکز کے اختیار میں تھے ان سے متعلق صنعتوں کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے یہ ادارہ قائم کیا گیا تھا اور ترمیم کے ذریعے مزید شعبہ جات کو مرکز کے دائرہ کار میں لایا گیا جن میں سیمنٹ، شوگر اور ٹیکسٹائل شامل تھے تاکہ صنعتی ترقی کارپوریشن کے ذریعے ان شعبہ جات سے متعلق صنعتوں کے قیام میں آسانی ہو سکے۔ اسی ادارے سے ملحقہ ایک اور ادارہ انڈسٹریل فنانس کارپوریشن (Industrial Finance Corporation) بھی تھا جس کا مقصد درمیانے اور لمبے عرصے کے قرضہ جات صنعتوں سے متعلق دینا تھا۔ 94ے

کاٹیج صنعتوں کا قیام صوبائی دائرہ کار میں آتا تھا اور ان کی ترقی سے متعلق مرکزی حکومت ذمہ دار نہ تھی لیکن نشتر نے صنعتی وزیر کے طور پر اس حوالے سے بھی کام کیا ایک کل پاکستان کی سطح پر گھریلو صنعتی کانفرنس (All-Pakistan Cottage Industries Conference) منعقد کرائی تاکہ ان صنعتوں سے متعلق مسائل کو زیر بحث لا کر ان کا حل سامنے آسکے۔ نشتر بیرونی ممالک کی تجاویز کے ذریعے ان صنعتوں کو سائنسی و ٹیکنکل بنیادوں پر اچھا بنانا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے تحت مرکزی حکومت کی جانب سے ایک کروڑ روپے کے فنڈ جاری کئے۔ 95ے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سیالکوٹ میں صنعت کاروں سے خطاب کرتے ہوئے نشتر نے کاٹیج اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی اہمیت اجاگر کی اور ان کو ملک کی ترقی کے لئے از حد اہم قرار دیا۔ نشتر نے کہا کہ ان صنعتوں کی ترقی سے بے روزگاری کے مسئلہ پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ چھوٹے پیمانے پر صنعتیں لگانا اور انہیں ترقی دینا بڑی مل لگانے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔96؎

نشتر نے اسمال اسکیل اور کاٹیج انڈسٹریز ڈویلپمنٹ کارپوریشن بھی قائم کی۔

1953ء میں سائنسی و صنعتی تحقیقاتی کونسل قائم کی گئی۔ اس کونسل کے ذریعے ٹیکنیکی تحقیق کا محکمہ قائم کیا گیا جو افراد کو تربیت کے لئے غیر ممالک بھیجتا تھا۔97؎ یوں ان شعبہ جات میں ماہرین کی نہ صرف تعداد بڑھائی گئی بلکہ بیرون ممالک سے ماہرین کو بلا کر پاکستان کے مختلف علاقوں کا سروے کرایا گیا مثلاً مشرقی پاکستان میں سروے کے ذریعے لگنائٹ (Lignite) کے ذخائر کا اندازہ ہوا اور مغربی پاکستان میں کوئلے، تیل وغیرہ کے ذخائر تلاش کئے گئے۔ اس جانب اپنی پالیسی سے متعلق نشتر نے کہا:

Apart from sending men abroad for training, Goernment hav been importing large number of technical experts from various countries to study local conditions advise them on the development of important industries and collaborate with Goernment departments in the preparation of specific projects. 98؎

ترجمہ:

"بیرون ممالک افراد کو تربیت کے لئے بھیجنے کے علاوہ حکومت مختلف ممالک سے ماہرین کو بلا رہی ہے تاکہ وہ ہمیں اہم صنعتوں کی ترقی میں مدد فراہم کریں اور حکومت کے کام میں معاون ثابت ہوں اور ان کی تحقیق سے ہم فائدہ اٹھا سکیں"۔

ٹیرف کمیشن کے ذریعے ٹیکس اور اس سے ملحقہ دیگر مراعات میں چھوٹ دی گئی۔99؎

کئی ایک تھرمل اسکیم شروع کی گئیں جن میں پانی سے بجلی بنانے (hydroelectricity) پر زور دیا گیا اور دو سالہ پروگرام کے تحت اگرچہ کامیابی ہوئی لیکن متوقع کارکردگی سے کم رہی۔100؎

نشتر نے مشرقی پاکستان میں صنعتی ایڈوائزری کونسل کا افتتاح کیا اور تمام صوبوں کو اس طرح کی کونسل قائم کرنے کی ترغیب دی۔ یہ کونسل مشرقی پاکستان اسمبلی کے احاطے میں قائم کی گئی تھی۔101؎

نشتر نے کاٹیج اینڈ اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے قیام کی اسمبلی سے منظوری لی اس کارپوریشن کا صدر مقام کراچی میں قائم کرنے کی تجویز دی اور کارپوریشن کے قیام کا مقصد یہ بیان کیا کہ یہ کارپوریشن اسمال اسکیل انڈسٹریز کے قیام میں مدد دینے کے لئے وسائل فراہم کرے گی یعنی کہ یہ قرضہ دے گی اس طرح فارن ایکسچینج (foreign exchange) میں اضافہ ہوگا اس کے علاوہ کارپوریشن کی شاخیں ملک کے مختلف حصوں میں قائم کرنے کا منصوبہ بھی پیش کیا۔102؎

کوئلے کی دریافت کے لئے Power Duffryn Report کو اہم سمجھا گیا۔ مشرقی پاکستان کے علاقوں ٹپورہ(Tippura)، سلہٹ(Sylhet)اور میمن سنگھ(Mymensigh) میں جیولوجیکل سروے کرایا گیا۔ جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں لگنائٹ(Lignite) کے ذخائر دریافت ہوئے۔اس سروے میں جرمنی کے ماہرین نے حصہ لیا۔103؎

معدنیات کی دریافت سے متعلق اہم فیصلے کئے گئے مشرقی پاکستان میں جرمنی اور لندن کی کمپنیوں کی معاونت سے تیل کی دریافت کا کام ہوا، نیز معدنیات کی دریافت سے متعلق تربیت دینے کے لئے مرکزی حکومت نے ایک اسکیم متعارف کرائی۔ ہر batch چھ مہینوں کی تربیت حاصل کرتا تھا۔ پنجاب یونیورسٹی میں جیولوجی چیئر قائم کی گئی۔ نشتر نے پنجاب انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجیکل کالج میں کان کنی انجینئر(mining engineer) تیار کرنے کی اسکیم کی حکومتی سطح پر منظوری دی اس غرض سے کچھ طالب علموں کو بیرون ملک بھیجا گیا تاکہ وہ جیولوجی اور آئل ٹیکنالوجی کی تربیت حاصل کر سکیں نیز کان کنی کے علاقے(mining areas) میں ذرائع مواصلات بہتر کرنا بھی اہم اقدام تھا۔ اس طرح تمام معدنیات کی دریافت میں اضافہ ہوا۔Coal کی افزائش جو 1949ء میں 3 ¼ Lakh tons تھی۔1952ء میں وہ 6،00،000 ٹن ہو گئی۔104؎

تیل کی دریافت کے لئے Standard Caccum Company نے مشرقی پاکستان میں aeromagnet survey کیا۔ اس سروے کے ذریعے ان علاقوں کی نشاندہی کی گئی کہ جہاں سے تیل کا حصول ممکن ہو سکتا تھا اور جیولوجیکل سروے سے بھی اس رپورٹ کی Study کرائی گئی۔105؎ پھلوں کو محفوظ رکھنے سے متعلق صنعت(Fruit Preservation Industry) کو بہتر بنانے کے لئے آسٹریلیا سے دو ماہر بلوائے گئے جنہوں نے پاکستان میں اس صنعت کو درپیش مسائل کے حوالے سے سروے کیا اور بہتری کی تجاویز دیں جن میں سے اکثر پر عمل بھی کیا گیا۔ماہرین کی رپورٹ کی روشنی میں سائنسی بنیادوں پر اقدامات عمل میں لائے گئے۔106؎

اسپورٹس سے متعلق سامان کی صنعت کو ترقی دینے کے حوالے سے بھی کئی اقدامات کئے گئے اور خاص سہولیات فراہم کی گئیں۔ کھیل سے متعلق مصنوعات پر سیلز ٹیکس ختم کر دیا گیا۔ ڈاکو منٹری فلم میں خاص اسپورٹس سے متعلق سامان کو دی گئی۔

نشتر نے ضروری اشیاء ایکٹ(Essential Commodities Act) کی اسمبلی سے منظوری لی جس کے تحت مرکزی حکومت کے اختیارات میں اس طرح اضافہ ہوا کہ ہر صوبے میں قیمتوں کو کنٹرول کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا۔اس سے قبل محض آٹھ(8) اشیاء پر ہی کنٹرول کا اختیار تھا۔

نشتر نے 28/مارچ 1953ء کو اسمبلی میں ایک بل پیش کیا جس کا مقصد Temporary Essential Supplies Power 1946 ایکٹ میں ترمیم کرنا تھا۔اس بل کو یکم اپریل 1953ء کو منظور کر لیا گیا۔اس ایکٹ کے تحت قیمتوں کے تعین، تقسیم(distribution)، رسد(Supplies) اور پیداوار(Production) سے متعلق اہم فیصلوں کا اختیار گورنر جنرل کو حاصل ہو گیا تھا۔ لہٰذا یہ تنقید کی گئی کہ صنعتی میدان میں صوبوں سے زیادہ اختیارات مرکز کو حاصل ہو گئے ہیں۔107؎

جیسا کہ مشتاق احمد نے تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ مرکز عوامی مفاد کے حوالے سے خود کو بہتر فیصلہ ساز سمجھ کر تمام طاقت کا مرکز بننا چاہ رہا تھا۔

108؎

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کئی بین الاقوامی کمپنیوں نے سرمایہ کاری کے لئے دلچسپی کا اظہار کیا۔ پاکستان میں آئل انڈسٹری اور دوسری صنعتوں کے حوالے سے اہم سرمایہ کاری کے امکانات دکھائی دے رہے تھے۔

کرنافلی ہائیڈروالیکٹرک اسکیم(Karnefuli Hydro electric scheme)کے تحت ایک منصوبہ مشرقی پاکستان میں شروع کیا گیا۔ اس کے علاوہ کالیجنگ (Kaliging) میں ایک کاٹن مل قائم کی گئی جس کے لئے جاپان سے اہم مشینیں منگوائی گئیں اس کے علاوہ بیرونی ممالک نے تمباکو، صابن اور دوسری مصنوعات سے متعلق فیکٹریوں کے قیام میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ 109

اون کی صنعت کے مقابلے میں ٹیکسٹائل صنعت نے زیادہ ترقی کی جس کا اندازہ ان اعداد و شمار سے کیا جا سکتا ہے کہ پہلی صنعتی کانفرنس میں پانچ سال کے لئے ایک ملین اسپنڈلز کا ایجنڈا طے ہوا تھا لیکن اب دو ملین اسپنڈلز کا حصول ممکن ہو گیا تھا۔ 110 نیز انجینئرنگ سے ملحقہ صنعتوں کو خام مال کی دستیابی ممکن بنانے میں مرکزی جانب سے مدد فراہم ہوئی جس میں ایک کارپوریشن کا قیام بھی شامل تھا جس کے تحت خام مال درآمد (import) کرنے میں آسانی ہوئی۔ 111

قیام پاکستان کے وقت محض 26 صنعتیں پاکستان کے حصے میں آئیں۔ ان کی تعداد بڑھانا اور معاشی ترقی کے اہداف کے حصول کو ممکن بنانا ابتدائی ادوار میں اولین ترجیحات تھیں لیکن معیشت اسی وقت بہتر ہو سکتی ہے جب ملک کے سیاسی حالات اور حکومتیں اس جانب مثبت ثابت ہوں اور خواجہ ناظم الدین کے عہد میں ملک غلام محمد گورنر جنرل کے طور پر تمام اختیار کا مرکز بن کر ایک جانب مسلم لیگ تو دوسری جانب خواجہ ناظم الدین کو نیچا دکھانے میں مصروف تھے۔ صوبوں کی سطح پر کوئی سیاسی جماعت منظم نہ تھی مشرقی پاکستان میں زبان کے مسئلے پر تحریک جاری تھی۔ نیز صوبائی انتخابات میں دھاندلیوں نے بھی مرکزی حکومتوں کا کام کرنا دشوار کیا ہوا تھا۔ لہٰذا نشتر کی صنعتی پالیسی غیر معمولی طور پر کارکردگی نہ دکھا سکی اور جس تعداد میں بیرونی سرمایہ کاری متوقع تھی وہ حاصل نہ ہو سکی البتہ پرائیوٹ سیکٹر پر اعتبار کرنے سے کئی صنعتوں کا قیام ضرور ممکن ہوا اور ٹیکسٹائل سمیت کئی اداروں میں بہتر اہداف کا حصول ممکن ہوا۔

نشتر جب پنجاب کے گورنر بنے تو اُس وقت سیاسی حالات انتہائی خراب تھے، مسلم لیگ مختلف دھڑوں میں تقسیم تھی۔ اس وقت لیاقت علی خان نے گورنر راج نافذ کیا تھا۔ اگرچہ نشتر بحیثیت گورنر پنجاب انتخابات میں مرکزی مداخلت روکنے میں ناکام ہی رہے لیکن وہ دھاندلیوں کے ارتکاب پر ایکشن لے کر اور دیگر اقدامات کے ذریعے انتخابات کو شفاف بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ وہ آرڈیننس کے ذریعے سرکاری افسران کے خلاف ایکشن بھی لیتے رہے تھے۔ مرکز کی بارہا مداخلت صوبوں کی جانب سے مرکز پر تنقید کا سبب بنی اور یہی تمام حالات سیاسی خرابیوں کو جنم دینے کی بنیاد بھی بنے۔

حاصل بحث (Conclusion)

نشتر نے قیام پاکستان کے بعد ذرائع مواصلات کے نظام میں بہتری لانے کے لئے کئی ایک اقدامات کئے تھے جس میں چٹاگانگ میں نیا وائرلیس کا نظام نصب کرنا، مغل پورہ میں ورکشاپ کا قیام اور بیرونی ممالک کی امداد سے ذرائع مواصلات کو جاری رکھنے کے لئے ایندھن کی فراہمی کو ممکن بنانا شامل تھا۔ نیز ٹیلی فون سرکٹز اور رابطے کے لئے قائم کی گئی ایکسچینجز کا قیام بھی عمل میں لایا گیا تھا۔

مہاجرین کی نقل مکانی کے سبب ہجرت کے دوران مسلمانوں کو عدم تحفظ کے مسائل درپیش تھے جن سے نبرد آزما ہونے کی غرض سے نشتر نے سردار پٹیل سے ملاقات کر کے ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں لارڈ اسمے کراچی آئے اور مہاجرین کے مسائل زیر غور آئے۔

افغانستان نے پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن نشتر کی سفارتی کوششوں کے سبب بے بنیاد دعوؤں کو ترک کرنے پر آمادہ ہوا نشتر نے سردار نجیب اللہ (سفیر افغانستان) سے ملاقات کی اور پاکستانی علاقوں پر افغانستان کے دعوے کو غلط ثابت کیا۔ یوں دونوں ممالک کے تعلقات میں بہتری آئی۔

دستور سازی کے تمام مراحل میں نشتر شامل رہے تھے۔ قرارداد مقاصد کی منظوری میں ان کا اہم کردار تھا جو اسلام کی جانب ان کی مخصوص سوچ کا پیش خیمہ تھا۔ نشتر اردو کو دستور میں واحد قومی زبان بنانے کے لئے رائے دیتے رہے بلکہ اردو کو دفتری زبان بنانے کے لئے بطور گورنر پنجاب ان کی کاوشیں بھی شامل رہیں۔ صوبے میں گورنر راج نافذ ہونے کی بناء پر بجٹ بھی نشتر نے بحیثیت گورنر پنجاب پیش کیا جو اردو میں پیش کیا گیا تھا۔ نشتر نے اقلیتوں سے متعلق قائم کردہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ میں جداگانہ انتخابات کا اصول تجویز کیا تھا۔ جس پر اقلیتوں کو اعتراض تھا۔ نشتر نے گورنر پنجاب کی حیثیت سے 1951ء میں صوبائی انتخابات کا انعقاد کروایا۔ ان انتخابات میں دھاندلی کو روکنے کے لئے سرکاری افسران اور پولیس انتظامیہ کے خلاف کاروائی بھی کی وہ مرکز کی صوبے میں مداخلت کو روکنے میں ناکام رہے۔ وہ مسلم لیگ میں جاری دو دھڑوں کی چپقلش کو کم نہ کر سکے۔ نشتر بنگالیوں کے تحریک پاکستان میں سرگرم کردار کو سراہتے تھے۔ اس طرح وہ علاقائی قومیت کو ختم کرنے کے لئے اپنے بیانات کے ذریعے کاوش کرتے رہے۔

بحیثیت گورنر پنجاب نشتر نے مہاجرین کے مسائل کو حل کرنے کی جانب توجہ دی۔ کاشتکاروں کو فائدہ دینے کے لئے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کروائی جس کی بناء پر سفر آسان ہوا اور پیٹرول کی بچت ہوئی۔ بدعنوانی کے خاتمے کے لئے اینٹی کرپشن محکمے کو قائم کیا گیا جس کے ذریعے نہ صرف سرکاری افسران بلکہ کرپٹ اسمبلی اراکین کے خلاف بھی کاروائی ہوتی تھی نیز سڑکوں اور مارکیٹ تک جانے کے راستوں کو بہتر بنانے کے نتیجے میں زرعی اجناس کی نقل و حرکت میں آسانی ہوئی جس کا براہِ راست طور پر اقتصادی فائدہ ہوا۔

خواجہ ناظم الدین نے نشتر کو مرکزی وزیر صنعت کے طور پر حکومت میں شامل کیا تھا۔ اس حیثیت سے نشتر نے پرائیوٹ سیکٹر کو اہمیت دی۔ حکومت میں رہتے ہوئے کئی ایکٹ اسمبلی سے منظور کروائے جس میں ڈویلپمنٹ آف انڈسٹریز کے لئے فیڈرل کنٹرول ایکٹ 1949ء، صنعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی جسے انڈسٹریز فیسلیٹیز کمیٹی کا نام دیا گیا۔ نیز صنعتی ترقی کارپوریشن ایکٹ 1950ء کے تحت ایک ادارہ صنعتی ترقی کارپوریشن قائم کیا گیا تھا۔ قرضوں کی فراہمی کو آسان بنانے کی غرض سے انڈسٹریز فنانس کارپوریشن کا ادارہ قائم کیا گیا۔ اس طرح کئی ایک صنعتوں پر مرکزی حکومت کے اختیار کا دائرہ کار وسیع ہوا جو صوبوں کی جانب تنقید کا سبب رہا۔ اگرچہ کاٹیج صنعتوں کے قیام کی ذمہ داری صوبائی حکومت کی تھی لیکن ان صنعتوں کی ترقی کے لئے بھی نشتر نے مرکزی وزیر کے طور پر کام کیا اور اس غرض سے کل پاکستان سطح پر کاٹیج انڈسٹریز کانفرنس کا انعقاد بھی کروایا تاکہ ان صنعتوں سے متعلق مسائل زیر غور آ سکیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

معدنیات کی دریافت کے لئے سائنسی و تحقیقی بنیاد پر کام کروایا۔اس مقصد کے لئے جرمنی سمیت دیگر ترقی یافتہ ممالک کی مدد حاصل کی گئی۔ پاکستانی طلباء کو معدنیات کے جدید طریقے سکھانے کے لئے کئی ممالک بھیجا گیا۔اس کے علاوہ کاٹن اور آئل انڈسٹریز سے متعلق منصوبوں کا بھی آغاز کیا گیا تھا۔ان تمام کاوشوں کا نتیجہ یہ رہا کہ کئی ایک بین الاقوامی کمپنیوں نے سرمایہ کاری کے لئے دلچسپی کا اظہار کیا۔ پاکستان میں آئل انڈسٹری اور دوسری صنعتوں کے حوالے سے سرمایہ کاری کے امکانات دکھائی دے رہے تھے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

حوالہ جات

1۔ سر اولف کیرو، 'پٹھان'، سید محبوب علی (مترجم)، پشاور پشتو اکیڈمی، 2006ء، ص45
2۔ سید آفتاب احسن، 'تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما سردار عبدالرب نشتر'، کراچی: روزنامہ جنگ، 16فروری 2007ء
3۔ آغا مسعود حسین (تالیف)، 'سردار عبدالرّب نشتر آزادی کی کہانی میری زبانی'، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، 2014ء، ص۔16
4۔ محمودالرحمٰن، 'سردار نشتر کی قومی شاعری کے چند پہلو'، روزنامہ جنگ، 1969ء
5۔ آغا مسعود حسین، بحوالہ کتاب سابقہ، ص16
6. *Morning News*, 17 Oct. 1947.
7. *Dawn*, 26 May, 1949
8. National Assembly Debate, 4th March, 1949
9. Ibid
10. Ibid
11. Ibid
12. Ibid
13. National Assembly Debate, 23 Feb, 1949
14. Cabinet proceeding, 14th April 1949 File no. 25/ef/48 Government of Pakistan, Cabinet division.
15. Cabinet Proceeding, file no. 39/ef/47 Government of Pakistan, Cabinet division.
16. Ibid
17. Cabinet proceeding file No. 31/cf/47 9th Sep-1947, Government of Pakistan, Cabinet division.
18. Letter of Nishtar to secretary foreign ministry, Nishtar paper, vol. III, 10-12-47: pp.155-158
19. Ibid

20. Lawrence Ziring, *Pakistan in the Twentieth Century,* Karachi, Oxford, 1997, pp 78 – 79.

21. Ibid, pp. 127 – 128

22. Syed Mujawar Hussain Shah, *Sardar Abdur Rab Nishtar a Political Biography,* 1985, pp. 165 – 166

23۔ قومی زبان،19نومبر1953ء،ص30۔31

24۔ قومی زبان،'اردو کانفرنس کے پہلے اجلاس سے خطاب'،یکم مئی1951ء،ص11۔14

25۔ ایضاً

26۔ محمد حنیف شاہد،'قائداعظم کے دست راست'،بحوالہ کتاب سابقہ،ص

27۔ قومی زبان،یکم مارچ1953ء،ص20

28. Safdar Mehmood, *Pakistan Political Roots & Development (1947 – 1999),* Oxford, 2000. P. 27

29. Ibid

30. Syed Jaffar Ahmed, *Pakistan Historical legaces Contemprary Issues,* Karachi, Royal book 2017, pp. 183–184.

31. *Dawn,* 10 March 1949

32. Lawrence Ziring, op.cit; p.110

33. Report of the Committee on Fundamental Rights of Citizens of Pakistan and on matters relating to Minorities, 1952, Nishtar Collection.

34. Ibid

35. Ibid

36. Hamid Khan, *Constitutional and Political History of Pakistan*, oxford, 2001, p.61

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

37. Report of the Committee on Fundamental Rights of citizens of Pakistan and on matters relating to minorities adopted by the Constituent Assembly of Pakistan, Karachi: Published by Govt of Pakistan, September 1954.

38. Letter of Nishtar to Liaquat, 19 August 1950, file No 2(2) PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Govt. of Pakistan, p.59

39. Letter of Liaquat to President of Const. Assembly, 24 August 1950, file no. 2(2) PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Govt. of Pakistan, p.60

40. *Morning* news, Jan 18, 1948.

41. National Assembly Debate, 10 August, 1947

42. Ibid, 15th May 1948

43. Khalid B. Sayeed, Pakistan, *The Formartive Phase (1857 - 1948),* Karachi: Oxford University Press, 1991, pp. 268-269.

44۔ لارنس زائرنگ، بحوالہ کتاب سابقہ، کراچی، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، 2003، ص 61

45. Mushtaq Ahmed, *Government and politics in Pakistan,* Karachi Royal book company, 1988, p.112

46. Letter of Robert Francis Modie to Liaquat, 10 January 1949, file no 2(2) PMS-49, Prime Minister's Sectretriat Govt. of Pakistan, p.2

47. M. Rafique Afzal, *Political Parties in Pakistan 1947 – 1958,* National Institute of Historical and Cultural Research, Islamabad, 1998, Vol I, p. 96

48. Telegram of Liaquat to Robert Francis Modie, 23 June 1949, file No, 2(4) PMS/49, Prime Minister's Sectretriat Govt. of Pakistan, p.15

49. Letter of Robert Francis Modie to Liaquat, 24 January 1949, file no. 2(2), PMS/49. Prime minister's Sectretriat Government of Pakistan, p.20

50۔ نوائے وقت، 31 جنوری 1949ء

51. Khalid B. Sayeed, op.cit; pp.267-268

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

52. Letter of Nishtar to Khawaja Nazimuddin (Governor-General), 10 July 1950, file no. 2(2). PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Government of Pakistan, p.49

53. Letter of Nishtar to Liaquat, 20 March 1956, file no. 2(2)-PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Government of Pakistan, pp-7-8

54. Letter of Liaquat to Nishtar, 28 March 1950, file no.2(2)-PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Government of Pakistan, p.9

55۔ احمد سلیم، 'جبری نااہلیاں'، بحوالہ کتاب سابقہ ص۔30-31

56۔ ایضاً، ص39

57۔ ایضاً، ص35-37

58. National Assembly Debate, 10 August, 1947

59۔ لارنس زائرنگ، بحوالہ کتابِ سابقہ، ص80

60. Letter of Nishtar to Liaquat, 15 April 1950, file no.2(2)-PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Government of Pakistan, p.15
(not: List of charges is attached with letter pp. 17-22)

61. Letter of Robert francis modie to Liaquat Ali Khan, 1st June 1949, vol.4 Nishtar Collection, pp.77.79

62. Letter of Robert Francis Modie to Liquat Ali Khan, 24 January 1949, file no. 2(2)PMS/49, Prime minister's sectretriat Govt. of Pakistan. P-22

63. Telegram of Robert francis modie to Liquat Ali Khan file no. 2(6)PMS/49, 24 June 1949, Prime Minister's Sectretriat Govt. of Pakistan.

64. Letter issued by Major, J.M.E, wainwright (military secretary to H.E. the Governor West Punjab), Punjab Government Civil sectretriat B. Proceedings, 1949, file no.113, pp.3-4

65. Cabinet meeting, 20 July 1949, 205/cf/49 also see in Nishtar collection, vol.iv, p.96

66. Letter issued by Major, J.M.E, wainwright (military secretary to H.E. the Governor West Punjab),

Punjab Government Civil sectretriat B. Proceedings, 1949, file no.113, p. 18

67. Letter of Nishtar to Liaquat, 28th July 1950, file no. 2(2)PMS/50, Prime Minister's sectretriat Govt. of Pakistan, pp.31-33

68. Letter of Nishtar to Khawaja Nazimuddin, 25th June 1950, file no.2(2) PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Govt. of Pakistan, p-41

69. Letter of Nishtar to Liaquat, 28th July 1950, 2(2)-PMS/50, Prime Minister's Secreteriat Govt. of Pakistan, p-29

70. Letter of Nishtar to Khawaja Nazimuddin (Governor General), 10th July 1950, file no. 2(2)-PMS/50, Prime Minister's Secreteriat Govt of Pakistan, P-47

71. Letter of Nishtar to Khawaja Nazimuddin, 23 August 1950, file no. 2(2)-PMS/50 Prime minister's Sectretriat Govt. of Pakistan, p-70

72. Ibid.

73. Letter of Nishtar to Khawaja Nazimuddin, 27 August 1950, file no. 2(2)-PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Govt of Pakistan pp.71-72

74. Letter of Nishtar to Liaquat Ali Khan, 28 July 1950, file no. 2(2)-PMS/50, Prime minister's Sectretriat Govt of Pakistan, p.32

75. letter of Nishtar to Liaquat Ali Khan, 28 July 1950, file no. 2(2)-PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Govt. of Pakistan, p-33

76. Ibid

77۔ وکیل انجم (مولف) 'دولتانہ داستان'، لاہور، جنگ پبلیشرز، 1996ء، ص۔225

78. Letter of Nishtar to Liaquat Ali Khan, 28 July 1950, file no. 2(2(-PMS/50, Prime minister's Sectretriat Govt of Pakistan, p-30

79. M. Rafique Afzal, op.cit; p.99

80. *Morning News*, 8 May 1951

81. Syed Mujawar Hussain Shah, *Sardar Abdur Rab Nishtar political biography,* op, cit: p-178

82. Ibid; p-171

83۔ نقاد کراچی، مارچ 1951ء، ص16تا18

84. Letter of Nishtar to Khawaja Nazimuddin, 25 June, file no. 2(2)-PMS/50, Prime Minister's Sectretriat Govt of Pakistan, pp. 42-43

85. Letter of Nishtar to Khwaja Nazimuddine 10 July 1950, file no. 2(2)-PMS/50, Prime minister's sectretriat Govt of Pakistan, p-46

86۔ آغا مسعود حسین (مولف)، 'سردار عبدالرب نشتر آزادی کی کہانی میری زبانی، بحوالہ کتاب سابقہ، ص183

87. *Morning News,* 19Feb., 1950

88۔ آغا مسعود، بحوالہ کتاب سابقہ، ص۔ 189

89۔ وکیل انجم (مولف)، 'دولتانہ داستان'، بحوالہ کتاب سابقہ، ص249(نوٹ: دولتانہ کی تقریر سے اخذ)

90۔ ایضاً

91. Letter of Nishtar to Khawaja Nazimuddine, 23 oct-1951, Nishtar Collection, Vol.VI, p.101

92. The Presidential Address of the Hon'ble Sardar Abdur Rab Nishtar, Minister of Industires Govt. of Pakistan the third session of council of industires Monday, April 21, 1952, Karachi, Nishtar Collection p.7

93. Ibid, p.3

94. Ibid, p.4

95. *Morning News*, 16 June, 1952

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

96. *Dawn,* 1 November, 1952

97۔ فاروق عزیز،'پاکستان کی صنعتیں'، کراچی، غضنفر اکیڈمی پاکستان، اکتوبر 1988ء، ص33

98. The Presidential address of Hon'able Sardar Abdur Rab Nishtar, op.cit; Nishtar Collection, pp.7-8

99. Ibid, p.6

100. Ibid, p.9

101. *Morning News,* 10 March, 1952

102. Speech of Nishtar from National Assembly 22 April 1953, National Assembly Debate

103. The presidential Address of Hon'ble Sardar Abdur Rab Nishtar, op.cit; Nishtar collection, p.8

104. National Assembly Debate, 4 April 1953

105. *Morning News,* 27 March, 1953

106. NA Debate, 13 March, 1953

107. See NA Debate, 28 March, 1953

108. Mushtaq Ahmed, Op.Cit, p.91

109. *Morning news,* 9 March, 1952